جلد ۵ | ۸ فتح ۱۳۳۵ ہش ۵ جمادی الاول ۱۳۷۶ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۵۶ء | نمبر ۴۶

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق اطلاع

ربوہ ۳ دسمبر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج صبح چند یوم کیلئے جابہ تشریف لے گئے حضور نے اس عرصہ کے لئے ربوہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو امیر مقامی مقرر فرمایا۔

۵ دسمبر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جابہ سے بخیریت واپس تشریف لے آئے ہیں۔ الحمد للہ

احباب اپنے مقدس امام کی صحت و سلامتی کے ساتھ درازیٔ عمر کیلئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

اخبار احمدیہ

ربوہ یکم دسمبر مکرم مولوی عبدالکریم صاحب شرما مشرقی افریقہ میں ۹ سال تک فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کے بعد واپس تشریف لائے۔ اہل ربوہ نے کثیر تعداد میں ان کا استقبال کیا۔

قادیان ۲ دسمبر آج سورج گرہن کے وقت سنت نبوی کے مطابق مسجد اقصیٰ میں مکرم حافظ صالح الدین صاحب نے صلوٰۃ کسوف پڑھائی جس میں اکثر درویشان شریک ہوئے نیز صدقہ و خیرات کرنیکا انتظام بھی کیا گیا۔

ربوہ ۳ دسمبر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت تا حال ناساز ہے بلڈ پریشر بڑھا ہوا ہے اور رعاش کی بھی کچھ تکلیف ہوگئی ہے گو پہلے کی نسبت افاقہ ہے ـــــ قادیان ۷ دسمبر چند روز سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بائیں بازو میں درد رہنے کی وجہ سے علیل ہیں۔ احباب کرام ہر دو بزرگوں کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں

انقرہ (ترکی) سے ایک ترک باشندے کا خط

احمدیت صحیح معنوں میں اسلام کی ایک روشن اور درخشندہ تصویر ہے

ذیل میں سناسی سیبر نامی ایک تعلیم یافتہ ترک باشندے کا خط شائع کیا جاتا ہے جو انہوں نے انقرہ سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ارسال کیا ہے۔ اور جس میں اس بات پر زور دیا ہے کہ احمدیت ہی وہ حقیقی اسلام ہے جو ترقی کا علمبردار ہوتے ہوئے موجودہ دنیا کی ضروریات کو پورا کرسکتا ہے۔ یہ خط ظاہر کرتا ہے کہ کاش دنیا کے باقی مسلمان بھی اس کی پیروی کریں ـــــ یہ خط اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ خدائی تصرف کے ماتحت احمدیت کی صداقت زمین کے کناروں کے ساتھ ساتھ بسنے والے لوگوں کے دلوں میں کس طرح گھر کر رہی ہے اور یہ کہ لوگ کس قدر بے تاب ہیں کہ اسلام کا حقیقی پیغام ان تک پہونچے اور وہ اسے قبول کرکے فلاح دارین حاصل کریں۔

انقرہ ۲۰ نومبر ۱۹۵۶ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

یہ میری بڑی خوش قسمتی ہے کہ حال ہی میں میری ملاقات ہندوستان کے ایک لائق مسلمان عالم سے ہوئی ہے۔ جس نے مجھے احمدیت اور آپ کی اسلامی خدمات سے آگاہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کی عمر میں برکت ڈالے اور آپ عرصۂ دراز تک اس کے دین کی خدمت کا فریضہ ادا کرتے چلے جائیں۔

میں ندامت کے ساتھ اس امر کا اعتراف کرتا ہوں کہ اس ہندوستانی دوست کے ساتھ ملنے سے قبل تک احمدیت کے متعلق مجھے کچھ زیادہ علم نہ تھا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ احمدیت ہی وہ حقیقی اسلام ہے جو ترقی کا علمبردار ہوتے ہوئے بیسویں صدی کی ضروریات کو پورا کرسکتا ہے۔ آپ دنیا کے سامنے جو پیغام پیش کر رہے ہیں۔ وہ آپ کی تصنیف "دیباچہ انگریزی ترجمۃ القرآن" کے ذریعہ مجھ تک پہنچا ہے۔ یہ دیباچہ ایک نہایت عالمانہ کتاب ہے۔ جو خاص خدائی تائید کے ماتحت لکھی گئی ہے اس کا مطالعہ بہت سے امور کے متعلق میرے شبہات دور کرنے کا موجب ہوا ہے"۔

آپ کی اجازت سے میں ترکی کی مذہبی حالت جیسا کہ ماضی اور حال کے آئینہ میں اُسے میں دیکھتا ہوں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اب ترک عوام میں مذہبی بیداری کے آثار نمایاں ہوتے جا رہے ہیں۔ تاہم اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ ابھی تک مذہب میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتے۔ کیونکہ وہ اسلام کو بہت سی ایسی برائیوں کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں کہ جو ان کے ملک کی ترقی میں روک ثابت ہوتی رہی ہیں۔ حالانکہ اس کا سارا الزام ان ملاؤں پر عائد ہوتا ہے کہ تا وقتیکہ اتاترک کے ہاتھوں رونما ہونے والے انقلاب نے ان کے اثر کو زائل نہ کر دیا۔ رجعت پسندانہ ذہنیت کے آلۂ کار بنے رہے۔ اسلام کے متعلق تعلیم یافتہ طبقہ کی معلومات لاطینی رسم الخط رائج ہونے کے بعد سے دن بدن کم ہوتی چلی گئیں۔ حتیٰ کہ اب نہ ہونے کے برابر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس طبقہ کی نگاہ میں اسلام اور ملاں ہم معنے الفاظ ہیں۔

ملاؤں سے انتہائی طور پر نفرت کرنے میں ترکی کے تعلیم یافتہ طبقہ کو معذور سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ملاں ہی تھے جنہوں نے گذشتہ صدی کے نصف اواخر میں مغربی علوم کی ترویج کے لئے استنبول یونیورسٹی کے دروازوں کو تیس سال تک بند کئے رکھا۔ ان کے بُرے اثر کی وجہ سے ملک میں چالیس سال ریلوں کا نظام محض اس لغو عذر کی بناء پر قائم نہ ہوسکا۔ کہ یہ کافروں کی ایجاد ہے۔ مختصر یہ کہ ہر مفید اور کار آمد چیز کو کافروں کی ایجاد کہہ کر رد کیا جاتا رہا۔ حالانکہ یہ لوگ خود بہت سے مواقع پر روس اور مغرب کی دوسری شہنشاہیت پسند طاقتوں کے آلۂ کار بنے رہے یہی وجہ ہے کہ ایک عام تعلیم یافتہ ترک کے ذہن میں ملاں کے خلاف عدم اعتماد کا جو جذبہ پایا جاتا ہے۔ اس کی جڑیں بہت گہری ہیں۔

ایک عام تعلیم یافتہ ترک کمیونزم سے نفرت کرتا ہے۔ لیکن دوسرے مسلم ممالک کے تعلیم یافتہ طبقہ کے برخلاف وہ مغربی طرز زندگی کا عموماً اور امریکی طرز زندگی کا خصوصاً پُرجوش مداح اور نقال ہے۔

میں ترک عوام میں مذہبی بیداری کا اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ ملاؤں کے سابقہ طبقہ سے تعلق رکھنے والے باقی ماندہ چند جاہل لوگ موجودہ مذہبی بیداری کی قابل قدر تحریک کے لیڈر بننے کی کوشش میں ہیں۔

اسی طرح ترک عوام کے دلوں میں اسلام خواہ کتنا ہی راسخ کیوں نہ ہو وہ گرکر اس سطح پر آچکا ہے کہ بعض کلمات طوطے کی طرح رٹ کر دہرا دیئے جاتے ہیں۔ اور عبادت کے طور پر مشینوں کی طرح بعض بے روح حرکات کا مظاہرہ کیا جاتا ہے حالانکہ اسلام کی تعلیم اور پیش کردہ صحیح نظریہ کا صحیح علم حاصل کئے بغیر حقیقی اسلام ہرگز قائم نہیں ہوسکتا اسی لئے میں بڑی شدت سے اس بات کا قائل ہوں کہ عجم کے تمام اسلامی ممالک میں قرآن مجید اور احادیث کی کتب وہاں کی اپنی زبانوں میں سستے داموں دستیاب ہونی چاہئیں۔ انتیس سال کے عرصہ میں ترکی زبان میں قرآن مجید کے تین تراجم شائع ہوچکے ہیں۔ اور اب مذہبی امور کے ڈائرکٹر جنرل قرآن مجید کا ایک جیبی ایڈیشن مرتب کرنے میں مصروف ہیں۔

ادھر مشکل یہ ہے کہ ترک امام اور مؤذن عمومی لحاظ سے اتنے تربیت یافتہ نہیں ہیں کہ وہ اپنے فرائض کو کماحقہٗ ادا کرسکیں۔ ان میں سے ایسے افراد جو قرآن مجید کے عربی متن کے معنے سمجھ سکتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ یہ امر اور بھی زیادہ افسوسناک ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت کیلئے ادارے مفقود ہیں۔ ملک بھر میں دینیات کی تعلیم کا ایک ہی شعبہ ہے وہ اس کام کے لئے یکسر ناکافی ہے۔

اے عظیم استاد! ان امور کو بیان کرنے میں میں نے آپ کا بہت سا وقت لے لیا ہے اس پر میں معافی کا خواستگار ہوں۔ لیکن ایسا کرنے میں میرے مدنظر یہ امر تھا کہ ماضی اور حال کی روشنی میں شاید ایک نامور اسلامی ملک کی روحانی حالت کا تذکرہ آپکے لئے دلچسپی اور توجہ کا موجب ہوسکے۔

یہ میری دلی خواہش ہے کہ احمدیت نے جو قابل تعریف مثال قائم کی ہے میں دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کی پیروی کرتے ہوئے دیکھوں۔ ہاں اسی احمدیت کی جو صحیح معنوں میں اسلام کی ایک روشن اور درخشندہ صورت ہے۔ اور موجودہ ترقی یافتہ دنیا کی ضروریات کو بخوبی پورا کرسکتی ہے۔

آخر میں میں آپ کے مقدس ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہوئے آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ آپ کا ادنےٰ خادم

سناسی سیبر انقرہ۔ ترکی

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ... میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۸ر دسمبر ۱۹۵۶ء

یقین کامل کی طاقت

معاصر صدق جدید مجریہ ۳۰ر نومبر ۱۹۵۶ء میں "کینسر کا ایک سبب" کے زیر عنوان ایک خبر پر جو تبصرہ کیا گیا ہے وہ خبر مع تبصرہ کے حسب ذیل ہے :-

ممبئی ۱۶ر نومبر۔ انڈین کینسر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (بمبئی) کے ڈائرکٹر ڈاکٹر ای۔ آر۔ کھاڈلکر نے روٹری کلب کی ایک تقریر میں بیان کیا کہ مٹھائیوں اور آئس کریم وغیرہ میں جو رنگ ڈالا جاتا ہے وہ بہت سے مریضوں پر کینسر (سرطان) کا ایک سبب نکلا ہے۔ اور اعداد سے ثابت ہوا ہے کہ یہ رنگ بھی کینسر پیدا کرتا ہے۔" (خبر)

"یہ رنگ جو بہار سے عوام میں اور اسکولی طلبہ میں اتنی عام ہو چکی ہے۔ اس کے دوسرے نقصانات اور مضر اثرات کیا کم تھے۔ کہ اب طبی تحقیقات نے کینسر جیسے موذی اور جان لیوا مرض کا بھی ایک سبب اسی کو پایا ہے۔ اب دیکھنا ہے کہ علم ہو جانے سے کتنے لوگ اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

(صدق جدید لکھنؤ ۳۰ر نومبر ۱۹۵۶ء)

اس قسم کی رپورٹیں مختلف اشیاء کی ریسرچ کرنے والوں کی طرف سے گاہے گاہے شائع ہوتی رہتی ہیں۔ مگر جس طرح معاصر نے اشارہ کیا ہے جو لوگ ان اشیاء کے استعمال کے عادی ہیں ان پر ایسے بیانات چنداں اثر انداز نہیں ہوسکتے۔ حالانکہ ریسرچ کرنے والوں کے علم (ان کی محنت، کوشش اور تجربہ) پر کسی شخص کو کچھ کلام نہیں ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات ان کے نظریات سے قریباً قریباً معتدبہ افراد کو اتفاق ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود جب کسی چیز کے مضر ہونے کا اعلان ان کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ تو سننے والے اس سے اجتناب نہیں کرتے اور ایسے واقعات کے تسلسل پر نظر کرتے ہوئے (بظاہر) ابھی امید کی جاسکتی ہے کہ آئندہ کے لئے وہ ان سے بچنے کی کوشش کریں گے۔

سوچئے آخر اس کی اصل وجہ کیا ہے ؟

اصل وجہ اس یقین کامل کا فقدان ہے جو کسی چیز کے مضر یا مفید ہونے پر پیدا ہو کر نتیجۃً انسان اس سے بکلی اجتناب کرتا یا اس کے حصول کے لئے دل سے کوشش کرتا ہے۔

بے شک ماہرین کے اعلانات پر دنیا بظاہر ان نظریات سے اتفاق کا اظہار کرتی ہے۔ اور بعض اوقات اس کے عواقب پر سرسری نظر کر کے لرزہ براندام بھی ہو جاتی ہے لیکن یہ سب باتیں دکھاوے کی ہوتی ہیں۔ کیونکہ دل کی عزیمت سے ان کا کچھ تعلق نہیں ہوتا۔ اور نہ یہ چیز ماہرین کی اپنی حدوسعت میں ہے کہ وہ عوام کے دلوں میں اپنی بات پر علی الیقین پیدا کر سکیں جس کی بناء پر وہ طبعی نفرت کا اظہار کرنے لگیں۔

یہ امتیازی وصف خدا تعالےٰ کے روحانی برگزیدہ انسانوں میں پایا جاتا ہے جن کی آواز ایک غیر معمولی تاثیر اور کشش اپنے اندر رکھتی ہے جس کا تیغہ براہ راست دل پر پڑتا ہے۔ حتیٰ کہ یہ برگزیدہ انسان اپنے حلقۂ احباب میں جب کسی چیز کے مضر ہونے کے متعلق اظہار ہی کرتے ہیں۔ تو ان کی بات سننے والوں کے دلوں میں اس طور پر اترتی ہے۔ کہ وہ آن کی آن میں اپنے اندر غیر معمولی تبدیلی پاتے ہیں۔ اور مضر چیز سے دلی نفرت کا اظہار کرنے لگتے ہیں۔

اس کی واضح مثال اسلام کے آغاز میں حرمت شراب کے وقت ملتی ہے۔ جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مطلق ندا نے صحابہ کرام کے دلوں میں شراب سے نفرت و بیزاری پیدا کر دی اور دیکھتے ہی دیکھتے مدینہ کی گلیوں میں شراب بہنے لگ گئی کہ بجز رقتہ بادہ نوشی اس کی جگہ بھی گانہ نمازوں میں وہ لذت و سرور پانے لگے جو اس سے قبل مدہ و نشہ میں پاتے تھے۔ اور وہ چیز جو گویا عربوں کی گھٹی میں داخل تھی ہمیشہ ہمیش کے لئے چھوڑ دی گئی!

غور کیجئے اس کے پیچھے اصل چیز کیا تھی وہ یقین کامل تھا جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلوں میں آپ کی باتوں کے متعلق تھا۔ اسی قسم کا یقین انبیاء اور صلحاء کی جماعت ہر زمانہ میں لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتے چلے آئے ہیں۔ اور یہی چیز مذہب کی جڑ ہے اور اس کی بناء پر مذہب ہی وہ طاقت ہے جو کسی اور تحریک و تنظیم میں نہیں دلوں پر اثر پیدا کرنا کسی انسان کی اپنی ہمت سے ناممکن ہے۔ اس کے لئے خدا تعالےٰ کی تائید و نصرت کی ضرورت ہے۔ جس کا سہارا ہر زمانہ کے مذہبی پیشوا اور روحانی راہنما کو حاصل رہا ہے اور اس کی بناء پر ہم علیٰ وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ ایک مذہبی انسان کا وجود قوم و ملک کے لئے نسبتاً زیادہ مفید اور نفع رساں ہو سکتا ہے اور مذہب ہی کی بنیادوں پر ایک عالمگیر امن کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔ چنانچہ اس وقت دنیا اس کا ذاتی تجربہ کر چکی ہے۔ دنیا میں قیام امن کے لئے ہر قسم کے دوسرے ذرائع عمل میں لانے کے باوجود بری طرح ناکام رہی ہے۔ لیکن چونکہ ایسے دنیا داروں کو وہ محکم یقین حاصل نہیں اس لئے مذہب کے غیر معمولی افادی پہلو سے ایک گونہ انکار ہے۔ دیکھئے وقت آتا ہے جبکہ چاروں طرف سے ٹھوکریں کھانے کے بعد اس سرچشمۂ امن کی طرف متوجہ ہوگی!!

دنیا اسلام کے دروازے پر

۲ر دسمبر کو کم و بیش پونے ایک بجے سے سوا دو بجے تک سورج گرہن رہا۔ قادیان میں سنت نبوی کے مطابق صلوٰۃ الکسوف ادا کی گئی۔ صدقہ و خیرات دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس مرتبہ گرہن کے وقت سورج کے گرد اس قسم کا ہالہ دیکھا گیا جو عام طور پر قحط اور جنگ کی علامت ہوتا ہے۔ خدا جانے یہ بات کس حد تک درست ہے یا سراسر توہم پرستی ہے۔ مگر ہر موقعہ پر لگنے والا سورج یا چاند گرہن ایک سچے مومن کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم الشان قول پر غور کرنے کی ضرور دعوت دیتا ہے کہ

ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموٰت و الارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منہ ۔

(دار قطنی ص ۱۸۸)

ظہور مہدی کے لئے یہ عظیم الشان نشان آج سے ۶۲ سال پہلے ۱۸۹۴ء کے رمضان المبارک میں نہایت صفائی سے پورا ہو چکا جس نے ایک طرف مہدی کے ۶۲ سال کے بعد حضرت صادق و مصدوق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا ناقابل تردید ثبوت بہم پہنچا دیا، تھوڑی دیر کے لئے اپنے عالم تصور میں انیسویں صدی کے اختتام اور بیسویں صدی کے آغاز کا زمانہ لایئے۔ کس قدر ہیبت ناک تھا وہ وقت کیسی عجیب نازک حالت تھی اسلام کی! ہر طرف سے وہ مخالفانہ اعتراضات کا نشانہ بن رہا تھا۔ مغربی اقوام ایک سیلاب کی طرح مشرق میں پھیلتی جارہی تھیں مگر وہ خدا جس نے دین اسلام کا پودا اپنے ہاتھ سے اس دنیا کی فلاح و بہبود کے لئے لگایا تھا اس کی حفاظت و آبیاری کے لئے خود ہی سامان کرنے والا تھا وہ کہہ چکا تھا۔

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔

"ہم ہی نے اس ذکر کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ چنانچہ اس وعدہ کے مطابق خدا تعالےٰ نے کشتی اسلام کو دنیا کی ظلمت و گمراہی کے طوفانوں سے بسلامت نے جانے کے لئے بروقت برگزیدہ انسان کو بھیجا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب اور آپ کا ظل کامل تھا جس نے قادیان کی مقدس بستی سے اسلام کے چمکتے ہوئے چہرے کو خدا کی نصرت و تائید کے سہارے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اگرچہ اس وقت آپ اکیلے تھے مگر آپ کو بھیجنے والے خدا نے کہا۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

آج دنیا اس بات کی زندہ گواہ ہے کہ خدا کا یہ کلام کس عظمت شان سے پورا ہوا اور ہو رہا ہے۔ قادیان کی گمنام بستی سے وہ آسمانی آواز نکل کر اکناف عالم میں پھیل گئی۔ اس آواز پر لبیک کہنے والوں کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہونے لگا۔ اسی پرچہ میں ٹرکی سے ایک ترک باشندہ کا جو ایمان افروز مکتوب حضرت امام جماعت احمدیہ کے نام موصول ہوا۔ وہ مکتوب اور اس کا لکھنے والا دونوں بجائے خود مذکورہ بالا الہام کی سچائی کا نشان ہیں۔

ہمیں بار بار تعجب آتا ہے ان لوگوں پر جو چودھویں صدی کے پون حصہ کے گذر جانے کے باوجود ابھی تک آسمان سے مسیح کے نازل ہونے اور کسی غار سے مہدی کے ظہور پذیر ہونے کے منتظر بیٹھے ہیں!!

سچ تو یہ ہے کہ جس شخص کو خدا تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کا مصداق بنایا وہ وہی ہے جو قادیان کی مقدس بستی میں پیدا ہوا جس کو تکذیب کی نگاہ سے دیکھا گیا اور غافل دنیا نے وقت کی نزاکت کو نہ پہچانا۔ حالانکہ اس نے نہایت ہی محبت بھرے الفاظ میں اپنے ہم وطنوں کو مخاطب کر کے فرمایا ؎

تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جوئے شیریں حیف ہے
سرزمین ہند میں چلتی ہے نہر خوشگوار

موجودہ امام جماعت احمدیہ کا عظیم الشان امتیاز

(اور)

جماعت کی ترقی کے غیر معمولی اسباب

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیان

(۳)

(۱۸) آپ لوگوں کے لئے مسیحائی نفس رکھتے ہیں۔ آپ کی بے انتہاء ہمدردی توجہات روحانی سے لوگ بکثرت مستفید ہوتے ہیں۔ آپ کی اعلیٰ ظاہری و باطنی تربیت کے نتیجہ میں ہزاروں مرد اور عورتوں اور بچوں نے فائدہ اُٹھایا ہے اور اس تربیت کے نتیجہ میں وہ دنیا کے لئے مفید وجود بن گئے ہیں۔ اور آگے دنیا کی وسیع خدمات بجا لا رہے ہیں۔ آپ نے ان کے اندر ایسی روح و جوش بھر دیا ہے کہ وہ ساری دنیا کو فیض پہنچا رہے ہیں۔ اور اس طرح آپ کا فیض ساری دنیا میں جاری ہے آپ کی صحیح تربیت سے آپ کے متبعین کے اندر خدمت خلق کا وسیع جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ جس سے دوسرے بھی بے حد متاثر ہو کر اس کا اقرار کر رہے ہیں۔

(۱۹) آپ حد درجہ کے محنت کش ہیں۔ کثرت مطالعہ اور کثرت کار کی وجہ سے آپ کی صحت جسمانی عموماً ٹھیک نہیں رہتی۔ لیکن باوجود اس حد تک خرابی صحت کے آپ کی مصروفیات غیر معمولی طور پر بڑھی ہوئی ہیں۔ اور دوسروں کے لئے نمونہ ہیں۔ آپ دن اور رات کے اکثر حصہ میں کام کرنے کے عادی ہیں۔ سارے نظام کی نگرانی خود کرتے ہیں۔ ترقی کی سکیمیں خود تیار کرتے ہیں۔ آپ کے ساتھی آپ کی محنت شاقہ سے بیحد متاثر ہیں۔ آپ کے اندر کام کرنے کا بے پناہ جوش ہے اور آپ ایک فعال اور زندہ روح رکھتے ہیں۔ جس نے ساری جماعت کو ایک زندہ کل کی طرح بنا دیا ہے۔

(۲۰) آپ محنت و جانی قربانی کے علاوہ مالی قربانی میں بھی قریباً قریباً جماعت کے ۹۸ فی صدی افراد سے بڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ اگرچہ خدا تعالیٰ نے آپ پر مالی قربانی کا فرض عائد نہیں کیا۔ اور آپ کو اس وجہ سے سبکدوش رکھا ہے۔ کہ آپ خدا تعالیٰ کی خاص پیشگوئی کے مطابق پیدا ہونے کی وجہ سے خدا کا خاص نشان ہیں۔ لیکن پھر بھی آپ جماعت کے لئے ایثار میں اعلیٰ درجہ کا نمونہ ہیں۔ آپ کے تحریک جدید کے چندے ہر سال ہزاروں کی حد تک پہنچے ہوتے ہیں۔ آپ کی ایسی قربانیاں اور چندوں میں اپنی طاقت سے بڑھ کر حصہ لینا قابل صد رشک ہے اور یہ وہ چیز ہے جسے دیکھ کر آپ کے متبعین بھی اپنی طاقت سے بڑھ کر قدم رکھتے اور اسلام کی ترقی و اشاعت کے لئے قربانی کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا لیڈر ہو گا جو خود ہر کام میں اس طرح پیش پیش رہتا اور دوسروں کو مات کر دیتا ہو اور اس طرح اپنے عملی نمونہ سے لوگوں میں قربانی کی روح پیدا کر کے انہیں زندہ قوم بنا دے اور اسے اقوام عالم کی دوڑ میں سب سے آگے نکال کر لے جائے کہ جس سے وہ سب پر سبقت لے جائے۔

(۲۱) خدا تعالیٰ نے آپ کو لمبی عمر و طویل مدت خلافت کے ساتھ زمین کے کناروں تک شہرت پانے اور تکمیل تبلیغ اور اظہار الاسلام علی الادیان کے ضروری سامان مہیا فرما دیئے ہیں۔ بالخصوص تحریک جدید کے ذریعہ سے مالی اور جانی ذرائع کے حصول پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس حد تک قادر کر دیا ہے کہ تمام پیش آمدہ وقتی ضروریات پوری ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے ساری دنیا کی اقوام کی ہدایت اور برکت پانے کا سامان کر رہا ہے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو اقوام عالم کی رستگاری کا موجب بنانے والا ہے۔ ان جملہ سامانوں کا مہیا ہونا بھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے۔

(۲۲) آپ میں اللہ تعالیٰ نے حاضر جوابی کا بھی ملکہ اعلیٰ درجہ کا پیدا کیا ہے۔ مشکل سے مشکل سوالات کا جواب برجستہ عمدگی سے دے سکتے اور دیتے ہیں جسے سنکر مخاطب مطمئن ہو جاتا ہے۔ ایسے مواقع پر آپ کو زیادہ سوچنے کی بھی ضرورت پیش نہیں آتی۔ جوابات خود بخود آپ کے اندر سے ابل پڑتے ہیں اور کسی وقت کر دیکھ کر آپ کو کبھی گھبراہٹ محسوس نہیں ہوتی۔

(۲۳) اللہ تعالیٰ نے آپ کو مردم شناسی کی قوت بھی نمایاں طور پر عطا فرمائی ہے۔ آپ علم نفس کے پورے ماہر ہیں۔ کامیابی کے لئے مردم شناسی کا جوہر انسان کے اندر ہونا نہایت ضروری ہے۔ ابتدائے خلافت سے لے کر آج تک کارکنوں و مبلغوں کے متعلق آپ کا انتخاب نہایت موزوں و مناسب ثابت ہوتا رہا ہے۔ اور شاید ہی کبھی شاذ و نادر طور پر ایسا کیس ہوا ہو گا جس میں آپ کا انتخاب کامیاب نہ ہوا ہو ورنہ آپ کے جملہ منتخب شدہ کارکن و مبلغ اپنے اپنے مفوضہ فرائض منصبی کو پوری طرح اب تک سرانجام دیتے چلے آ رہے ہیں۔

(۲۴) پھر ایک خصوصیت آپ کی یہ بھی ہے کہ آپ کا حوصلہ بہت وسیع ہے۔ نظر اونچی اور پروگرام بہت بلند اور غیر معمولی نوعیت کے ہیں۔ آپ کے پروگراموں میں وہ باتیں شامل ہیں جو عالمگیر ہیں۔ اور جن کا اثر قیامت تک ممتد رہنے والا ہے۔ اور آئندہ آنے والی تمام نسلیں ان سے مستفید ہونے والی ہیں۔ اور وہ دنیا کی نئی تعمیر میں آئندہ اختیار کئے جانے والے عملی پروگراموں کا لازمی و ضروری حصہ بلکہ بنیاد ہیں۔ جن کے بغیر دنیا کا کوئی پروگرام بھی کامیاب کہلانے کا مستحق نہ ہو گا۔

(۲۵) آپ کے اندر عدل و انصاف کی ایسی روح رکھی گئی ہے جو دوست دشمن میں کوئی تمیز روا نہیں رکھتی۔ جن لوگوں کو آپ سے معاملہ پڑا ہے وہ باوجود مخالفت کے اس امر کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ آپ حد درجہ انصاف پسند طبیعت رکھتے ہیں۔ اور اپنے اور غیروں سے انصاف کا معاملہ کرتے ہیں۔

(۲۶) ایسی ہی آپ کی اور بھی بہت سی ایسی صفات ہیں جو قابل ذکر ہیں آپ خدا تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہیں۔ آپ خدا تعالیٰ کی مجسم رحمت ہیں اور آپ کا وجود ساری دنیا کے لئے عظیم الشان رحمت کا باعث ہے اسی طرح آپ خدا تعالیٰ کی مجسم قدرت ہیں آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے دنیا پر اپنا قادر ہونا ظاہر کرے گا۔ اور ایسی ایسی ترقیات دے گی کہ لوگ دیکھ کر حیران ہوں گے اور وہ یہ سمجھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کمزور بندوں کو آپ کے ذریعہ سے اٹھا کر بلند مینار پر پہنچا دیا اور اس طرح اپنی قدرت کا ثبوت دیا ہے۔ آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجسم نور ہیں۔ آپ کے ذریعہ سے دنیا کی تاریکی و جہالت کافور ہو کر دنیا میں اجالا ہو گا۔ آپ کے ذریعہ سے دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب لانا چاہتا ہے۔ جس طرح آپ کے زمانہ میں ایک دنیا میں تعیش کباب ہو گئی آپ کے ذریعہ سے روحانیت کا ایسا انتشار ہو گا کہ دنیا یہ سمجھنے پر مجبور ہو جائیگی کہ اللہ تعالیٰ خود دنیا میں اتر آیا ہے یہ سب کام آپ کی ذات کے ساتھ اس نے مقدر کر رکھے ہیں۔ آپ خدا تعالیٰ اور اسکی صفات کے نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام و قرآن کریم کی صداقت کے زندہ اشتہار ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس کا دین بنایا جو دشمنوں پر قابو پا لینے والا ہے۔ یہی وہ اوصاف ہیں جن کی وجہ سے جماعت احمدیہ آپکی آواز پر ہر وقت کان لگائے رکھتی ہے وہ آپ کے ہر اشارہ اور آواز پر لبیک کہتی ہے۔ وہ آپ کی کامل طور پر مطیع و فرمانبردار ہے۔ وہ آپ کو اپنا اور دنیا کا حقیقی ہمدرد و رہنما یقین کرتی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اس وقت دنیا کا سچا ہمدرد آپ کے سوا اور کوئی نہیں یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ آپ پر اپنا تن من دھن نثار کرنے کے لئے آمادہ رہتی ہے۔ اور یہ چیز دنیا کے کسی اور لیڈر کو یکجائی حاصل نہیں۔

غرضیکہ آپ کی ذات میں بہت سی صفات و خوبیاں پائی جاتی ہیں اور ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ فی زمانہ آپ بہمہ صفت موصوف اور مستجمع جمیع کمالات ہیں اور آپ کی یہ صفات ہی دنیا میں ایک عظیم الشان روحانی و جسمانی انقلاب پیدا کرنے کا باعث بن رہی ہیں اور انہی کی وجہ سے آپکی جماعت میں ہر قسم کی قابلیتوں کے لوگ خدا تعالیٰ نے جمع کر دیئے ہیں۔ ہم نے اس جگہ آپکی صرف ان چند صفات کا ذکر کیا ہے جن کا تعلق خاص طور پر اسلام کی نشأۃ ثانیہ نیز سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی و عروج کے ساتھ ہے اور جو دوسروں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچنے کا باعث ہیں اور جن کا اعتراف کئے بغیر وہ بھی نہیں رہ سکتے۔ عدم گنجائش کی وجہ سے ہم اس جگہ آپکے متعلق اغیار کی آراء نقل کرنے سے قاصر ہیں۔ اسی طرح ہم نے آپکی ان خصوصیات و خوبیوں کے ساتھ واقعات کا بہت ہی کم ذکر کیا ہے ارادہ ہے کہ ان واقعات کا ذکر آپکے سنہری کارناموں کے عنوان کے ماتحت کسی الگ مضمون کی صورت میں کیا جائیگا جس میں ایک حد تک ترتیب کو مدنظر رکھ کر یہ دکھایا جائیگا کہ کس طرح آپکے ان زریں کارناموں کی وجہ سے جماعت نے تدریجی ترقی کرتے ہوئے دنیا میں موجودہ بین الاقوامی پوزیشن پیدا کر کے اس کامیابی حاصل کی ہے۔ آپکے زمانہ میں بڑے بڑے علمی لوگوں کے علاوہ ہر طبقہ کے آدمی اس سلسلہ میں داخل ہوئے اور آپکی غیروں کے ہر طبقہ میں اپنا اثر و رسوخ پیدا کیا۔ حکومتوں اور بڑے حکام اس کی طرف متوجہ ہوئے اور انکی طرف سے تحسین حاصل ہوئی اور اسے اپنے کاموں میں بڑے سے بڑے شاندار اور یادگار ہیں جنہیں صرف اسی جماعت کو اسلام کا درد رکھنے والی قرار دیا گیا۔

مولوی عبد المنان کے متعلق اخراج از جماعت احمدیہ کا اعلان

(از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

مولوی عبد المنان جب امریکہ میں تھے تو اُن کے بعض ساتھیوں نے یہ کہا تھا کہ خلیفہ ثانی کی وفات کے بعد وہ خلیفہ ہوں گے۔ اور پھر ”پیغام صلح“ نے ان کی اور ان کے ساتھیوں کی تائید شروع کر دی تھی۔ جس سے پتہ لگتا تھا کہ پیغامیوں کے ساتھ ان کی پارٹی کا جوڑ ہے۔ اور ”پیغام صلح“ نے یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا تھا کہ گویا میں نے نعوذ باللہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی ہتک کی ہے۔ میں نے مولوی عبد المنان کے متعلق کوئی قدم اس لئے نہ اُٹھایا کہ وہ باہر ہیں۔ جب وہ واپس آئیں اور ان کو ان باتوں کی تردید کا موقعہ ملے۔ تو پھر ان کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ جب وہ واپس آئے۔ تو انہوں نے ایک مبہم سا معافی نامہ لکھ کر بھجوا دیا۔ میں نے وہ میاں بشیر احمد صاحب کو دیا کہ وہ اس پر جرح کریں مگر میاں بشیر احمد صاحب کے خطوں کے جواب سے انہوں نے گریز کرنا شروع کیا۔ اس کے بعد ایک مضمون جو ظاہراً معافی نامہ تھا لیکن اس میں ”پیغام صلح“ کے اس الزام کی کوئی تردید نہ تھی۔ کہ خلیفہ ثانی یا جماعت احمدیہ نے حضرت خلیفہ اولؓ کی گستاخی کی ہے۔ انہوں نے ”پیغام صلح“ میں شائع کرایا۔ یہ بیان ایسا تھا کہ جماعت کے بہت سے آدمیوں نے لکھا کہ اس بیان کا ہر فقرہ وہ ہے جس کے نیچے ہر پیغامی دستخط کر سکتا ہے۔ اس لئے اس بیان کو جماعت نے قبول نہ کیا۔

اس دوران میں چوہدری محمد حسین چیمہ ایڈووکیٹ نے ایک مضمون ”پیغام صلح“ میں لکھا جس میں یہ بھی لکھا گیا کہ مرزا محمود کی خلافت کی مخالفت کرنے والوں کو دلیری اور استقلال سے ان کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اور ڈرنا نہیں چاہیئے ہمارا روپیہ اور ہماری تنظیم اور ہماری سٹیج ان کی تائید میں ہے۔ مولوی عبد المنان اور مولوی عبد الوہاب نے اس مضمون کی بھی جو جماعت احمدیہ کی سخت ہتک کرنے والا تھا کوئی تردید نہ کی۔ اس کے بعد مولوی عبد المنان نے بجائے اس کے کہ تمام ضروری تردیدوں کے ساتھ معافی نامہ میرے پاس بھیجتے ایک بظاہر معافی نامہ لیکن درحقیقت اقرار جرم سلسلہ احمدیہ کے شدید مخالف روزنامہ ”کوہستان“ میں چھپوا دیا جس کا ہیڈنگ یہ تھا کہ ”قادیانی خلافت سے دستبرداری“ یہ دوسرے لفظوں میں اقرار تھا اس بات کا کہ عبد المنان صاحب ”قادیانی خلافت“ کے امیدوار ہیں۔ کیونکہ جو شخص امیدوار نہیں وہ دستبردار کس طرح ہو سکتا ہے مگر بہرحال یہ مضمون جب بھی تھا میرے پاس نہیں بھیجا گیا۔ بلکہ ”کوہستان“ میں چھپوایا گیا۔ اور ایک دفعہ نہیں دو دفعہ۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ جماعت احمدیہ کو بدنام کرنے کے لئے ایک تدبیر نکالی جا رہی ہے۔ پس میں مولوی عبد المنان کو اس وجہ سے کہ وجہ شکوہ مجھے پیدا ہوئی تھی۔ لیکن انہوں نے اس کے جواب میں ایک ملمع سازی کا مضمون ”کوہستان“ میں چھپوا دیا۔ جو احمدیت کا دشمن ہے۔ اور میرے پاس صحیح طور پر کوئی معافی نامہ نہیں بھجوایا۔ پس میں مولوی عبد المنان کو جو یا تو اپنا مضمون ”پیغام صلح“ میں چھپواتے ہیں۔ جو جماعت مبایعین کا سخت دشمن اخبار ہے یا ”کوہستان“ میں چھپواتے ہیں جو سلسلہ احمدیہ کا شدید دشمن ہے۔ اور پھر چوہدری محمد حسین چیمہ کے شدید دلآزار مضمون کی تردید نہیں کرتے۔ اور اپنی خاموشی سے اس کی اس دعوت کو منظور کرتے ہیں کہ شاباش خلافت ثانیہ کی مخالفت کرتے رہو۔ ہمارا روپیہ اور ہمارا پلیٹ فارم اور ہماری تنظیم تمہارے ساتھ ہے۔ تم خلافتِ محمودیہ کی مخالفت کرتے رہو۔ اور اس کے پردے چاک کردو۔ جماعت احمدیہ سے خارج کرتا ہوں۔ اسی طرح مذکورہ بالا الزامات کی بنا پر میاں عبد الوہاب کو بھی۔ پس آج سے وہ جماعت احمدیہ کا حصہ نہیں ہیں اور اس سے خارج ہیں۔ مجھے کچھ عرصہ سے برابر جماعت کے خطوط موصول رہے تھے۔ کہ یہ لوگ جب جماعت سے عملاً خارج ہو رہے ہیں۔ تو ان کو جماعت سے خارج کرنے کا اعلان کیوں نہیں کیا جاتا۔ مگر میں پہلے اس لئے رکا رہا کہ شاید وہ صحیح طور پر معافی مانگ لیں اور الزاموں کا ازالہ کر دیں۔ مگر ان لوگوں نے نہ مجھ سے معافی مانگی نہ ان الزامات کا ازالہ کیا۔ جو ان پر لگائے گئے تھے۔ پس اب میں زیادہ انتظار کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اور مولوی عبد المنان اور میاں عبد الوہاب دونوں کو جماعت احمدیہ سے خارج کرتا ہوں۔ تمام جماعتیں اسبات کو نوٹ کرلیں۔ اگر وہ صحیح طور پر براہ راست مجھ سے رجسٹری باعذر رسید معافی طلب کریں گے نہ کہ کسی پیغامی یا غیر احمدی اخبار میں مضمون چھپوا کر۔ تو اس پر غور کیا جائے گا۔ سردست ان کو جماعت سے خارج کیا جاتا ہے بعض اور لوگ بھی ان کے ہمنوا ہیں مگر ان کے متعلق مجھے اعلان کرنے کی ضرورت نہیں۔ امور عامہ ان کے متعلق ساری باتوں پر غور کر رہا ہے۔ وہ جب کسی نتیجہ پر پہنچے گا خود اعلان کر دے گا۔

خاکسار

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۲۷/۱۱/۵۶

تحریک درویش فنڈ میں وصولی ماہ اکتوبر و نومبر ۱۹۵۶ء

درویش فنڈ کی فہرست

(و اعلان دعاء)

جن احباب کی طرف سے ماہ اکتوبر و نومبر میں درویش فنڈ کی رقوم خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں وصول ہوئی ہیں۔ ان کی اسم وار فہرست ذیل میں شائع کی جا رہی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان مخلصین کے کاروبار اور خاندانوں میں برکت ڈالے اور مزید خدمات کے مواقع عطا فرمائے۔

اس فنڈ کی ضرورت اور اہمیت کے متعلق پیشتر ازیں مختلف اوقات میں بذریعہ اخبار بدر اور جا بجا انفرادی رنگ میں تحریکات کرتے ہوئے توجہ دلائی جاتی رہی ہے اور اس فنڈ کو بڑھانے اور مضبوط بنانے کے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی احباب تک پہنچایا جا چکا ہے۔ مستقل ماہوار ضروری اخراجات کے مقابل پر موجودہ درویش فنڈ بہت کم ہے اور ابھی بہت اضافہ کی ضرورت ہے۔ بہت سے احباب ایسے ہیں جنہوں نے اخلاص کا اظہار کرتے ہوئے ماہوار ادائیگی کیلئے وعدہ مرکز میں بھجوائے تھے مگر ان کی طرف سے باقاعدگی نہیں ہوئی۔ ایسے احباب باقاعدگی سے ادائیگی کی طرف توجہ فرماویں اور اپنے بقایاجات ادا کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

جو احباب کسی مجبوری کی وجہ سے قبل ازیں وعدہ نہ کر سکے ہوں۔ وہ اب اس تحریک میں شرکت فرماویں۔ اور جو احباب ہر ماہ درویش فنڈ میں شمولیت کی استطاعت نہ رکھتے ہوں ان کو چاہیئے کہ وقتاً فوقتاً اس تحریک میں حسب توفیق شریک ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

مکرم محمد حسن صاحب چنتہ کنٹہ ۲۶/-/-
〃 عبد العزیز صاحب تیما پور ۲/-
〃 سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ وانمباڑی ۲۰/-
〃 سی۔ کے عبد اللہ صاحب پینگاڈی ۱۶/۸/-
〃 سید داؤد احمد صاحب مظفر پور ۱۰/-
〃 صدیق امیر علی صاحب موگرال ۳۰/-
〃 عبد اللہ صاحب بٹ رشی نگر ۱/۸/-
〃 سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدر آباد ۱/۷/-
〃 کارخانہ بیڑی الیاس برادرس کوٹ ۱۱/-

مکرم ایم زین الدین صاحب پینگاڈی ۳/۴/-
سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کیرنگ کاپلی ۲۲/-
مکرم محلہ احمدیہ جماعت احمدیہ کانپور ۳۸/-
〃 فیض الدین صاحب جموں ۱/۸/-
〃 خلیل الدین صاحب سری پارہ ۶/-
سیکرٹری مال منیار گھاٹ ۳/۲/-
مکرم احمد الدین صاحب سکندر آباد ۱۱/۱/-
〃 مقبل خان صاحب موسیٰ بنی ۲/-/-
〃 قاب خان صاحب 〃 〃 ۱۰/-/-

مکرم سید اختر احمد صاحب پٹنہ ۳/-/-
〃 عبد الرزاق صاحب گونڈہ ۵/-
〃 ماسٹر قمر علی صاحب سمبل پور ۲/-
〃 محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ ۲۵/-
〃 شمیم احمد صاحب آرہ ۱۰/-/-
〃 سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب سکندر آباد ۱/-
〃 محمد عبد اللہ صاحب حیدر آباد ۲/۷/-

ناظر بیت المال قادیان

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کی ہر زمانہ میں خود حفاظت فرمائیگا

اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ یہ وعدہ پورا کیا نہ صرف ظاہری لحاظ سے بلکہ علمی لحاظ سے بھی اس نے دشمن کے اعتراضات کا مسکت جواب مہیا فرمایا

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۵ر اکتوبر ۱۹۵۶ء بمقام ربوہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جس خطبہ کے مخاطب زیادہ تر پاکستان اور دوسرے ممالک میں رہنے والے احباب ہیں۔ کتاب مذہبی رہنما کا ایک جواب اردو میں بمبئی سے شائع ہوا ہے لیکن یہ کافی نہیں۔ جواب انگریزی میں ہونا چاہیئے۔ اور اس سلسلہ میں جو ہدایات حضور ایدہ اللہ نے فرمائی ہے اگر اس کے مطابق جواب دیا جائے تو زیادہ مفید اور مؤثر ہو سکتا ہے۔ ہم ہندوستانی مسلمانوں کو ہر حال تلقین کرتے ہیں کہ وہ پرامن اور ضبط کے اندر رہیں اور جذبے کی شدت کے ماتحت کوئی ایسی بات نہ کریں جو کبھی نہ کسی طرح قانون یا دستور کے خلاف ہو۔ ہاں قانون کے اندر رہتے ہوئے وہ باضابطہ جدوجہد اور مناسب کوشش اس فتنہ کے ازالہ کے لئے ضرور کریں۔ (ایڈیٹر)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل
الیک من ربک وان لم
تفعل فما بلغت رسالتہ
واللہ یعصمک من الناس۔
ان اللہ لا یہدی القوم
الکافرین۔ (مائدہ ع ۱۰)

اس کے بعد فرمایا:۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت

کا اس دائرہ میں وعدہ فرمایا ہے کہ آپ کو قرآن کریم کی اشاعت اور اس کے احکام کی تبلیغ میں کوئی نقصان نہیں پہونچے گا۔ اب ہم غور کرسکتے ہیں کہ کسی تعلیم کی اشاعت کو کیسے نقصان پہونچ سکتا ہے سو ہمیں دنیا میں اس کے دو طریق نظر آتے ہیں۔ ایک طریق تو یہ ہے کہ بعض دفعہ کسی تعلیم کی اشاعت پر دشمن کو غصہ آجاتا ہے۔ اور وہ اشاعت کرنے والے پر کوئی جسمانی حملہ کر دیتا اور اسے نقصان پہنچا دیتا ہے اسی نقطہ نگاہ سے جو آیت میں نے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے۔ کہ آپ قرآن کریم کو پوری طرح پھیلائیں۔ اور اس بات کی پرواہ نہ کریں۔ کہ اس پر دشمن ناراض ہو جائے گا۔ اور وہ آپ پر حملہ کر بیٹھے گا۔ کیونکہ واللہ یعصمک من الناس۔ اگر لوگ شرارت کر کے آپ پر حملہ کریں گے۔ تو وہ خدا جس نے قرآن کریم کو اتارا ہے اسے بھی غیرت آئے گی۔ اور وہ ان کے مقابلہ میں آپ کی حفاظت کرے گا اور ان کی تدبیروں کو ناکام کردے گا۔

دوسرا طریق

نقصان پہنچانے کا علمی رنگ میں ہوتا ہے۔ جیسے اگر کوئی تعلیم پھیلائی جائے۔ تو لوگ اس پر اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور اسی طرح اشاعت کرنے والے کی عزت اور اس کی شہرت کو صدمہ پہونچنے کا خطرہ ہوتا ہے اس نقطہ نگاہ سے بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واللہ یعصمک من الناس۔ اے ہمارے رسول آپ قرآن کریم کی خوب اشاعت کریں اور اس بات کی پرواہ نہ کریں کہ لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ بے شک لوگ اس تعلیم پر طرح طرح کے اعتراض کریں۔ ہم نے ایسا انتظام کیا ہوا ہے۔ کہ وہ تیری عزت اور تیری نیک نامی کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا سکیں گے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ

کلام اللہ کی حفاظت

کے کیا ذرائع ہوتے ہیں۔ سو کلام اللہ کی حفاظت کا ایک ذریعہ تو یہ ہوتا ہے کہ اس کے کامل مومن ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں۔ اور جب بھی اس پر کوئی اعتراض وارد ہو۔ وہ اس کو دور کر دیتے ہیں۔ اور دوسرا ذریعہ یہ ہوتا ہے کہ خود کلام اللہ کے اندر ایسی باتیں رکھ دی جاتی ہیں۔ جو دشمن کے اعتراضات کو دور کرنے والی ہوتی ہیں۔ اور اس طرح دشمن اپنی بات میں خود ہی پکڑا جاتا ہے۔ وہ اگر کسی آیت پر اعتراض کرتا ہے۔ تو خود وہی آیت یا دوسری آیات اس کے اعتراض کو دور کر دیتی ہیں۔ قرآن کریم تو

ایک بہت بڑی چیز

ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا آخری کلام ہے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن کریم نازل ہوا ہے خاتم النبیین اور سید ولد آدم ہیں۔ نیکو کار باتوں میں بھی ہم دیکھتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ بعض دفعہ ایسا تصرف کرتا ہے کہ اعتراض کرنے والے کو فوراً پکڑ لیتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عیسائی آیا۔ اور اس نے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ

قرآن کریم کی زبان ام الالسنہ ہے

حالانکہ میکس مولر وغیرہ نے لکھا ہے۔ کہ جو زبان ام الالسنہ ہوتی ہے۔ وہ مختصر ہوتی ہے پھر آہستہ آہستہ لوگ اس کو پھیلا دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ہم تو میکس مولر کے اس قاعدہ کو نہیں مانتے کہ ام الالسنہ مختصر ہوتی ہے مگر بحث کو کوتاہ کرنے کے لئے ہم اس قاعدہ کو مان لیتے ہیں۔ اور عربی زبان کو دیکھتے ہیں کہ آیا وہ اس معیار پر پوری اترتی ہے یا نہیں۔ اس شخص نے یہ بھی کہا تھا کہ انگریزی زبان عربی زبان کے مقابلہ میں نہایت اعلیٰ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام انگریزی نہیں جانتے تھے۔ لیکن آپ نے فرمایا اچھا آپ بتائیں کہ انگریزی میں "میرے پانی" کو کیا کہتے ہیں۔ اس نے کہا "مائی واٹر" آپ نے فرمایا عربی زبان میں تو صرف "مائی" کہنے سے ہی یہ مفہوم ادا ہو جاتا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ "مائی واٹر" زیادہ مختصر ہے یا "مائی"۔ اب اگرچہ آپ انگریزی نہیں جانتے تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کی زبان پر ایسے الفاظ جاری فرما دیئے کہ

معترض آپ ہی پھنس گیا

اور وہ سخت شرمندہ اور لاجواب ہو گیا اور کہنے لگا۔ پھر تو عربی زبان ہی مختصر ہوئی۔ یہی حال قرآن کریم کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ آپ کو دشمنوں کے حملوں سے بچائے گا۔ یعنی ہمیشہ ایسے لوگ پیدا کرتا رہے گا۔ جو قرآن کریم پر [illegible] ہوں گے [illegible] اس سے سچی عشق رکھتے ہوں گے اور اس کی تفسیر کرنے والے ہوں گے۔ وہ دشمنوں کو ان کے حملوں کا ایسا جواب دیں گے کہ ان کا منہ بند ہو جائے گا۔ دوسرے اس نے قرآن کریم کے اندر ایسا مادہ رکھ دیا ہے کہ [illegible] اعتراض کریں۔ ان کا جواب اس کے اندر موجود ہوگا۔ ہے۔ گویا آپ کی حفاظت کے دو طریق ہیں ایک ان کا بیرونی (External) ذریعہ ہے اور دوسرا اندرونی ذریعہ ہے اور خود

قرآن کریم میں یہ خصوصیت

رکھدی گئی ہے کہ اگر اس کی کسی آیت پر اعتراض ہو۔ تو دوسری آیات اس اعتراض کو رد کر دیتی ہیں اور دوسرا ذریعہ ایکسٹرنل (External) ہے۔ یعنی ہمیشہ مومن پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو دشمنوں کے اعتراضات کو رد کرتے رہیں گے۔ گویا اللہ تعالیٰ بیرونی اور اندرونی دونوں ذرائع سے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔

پھر فرماتا ہے ان اللہ لا یہدی القوم الکافرین۔ وہ کفار کو کامیابی کے مقام پر نہیں پہونچنے دیتا۔ وہ کسی طرح بھی حملہ کریں۔ نتیجہ یہی ہوگا کہ یا تو خدا تعالیٰ ان پر عذاب نازل کرکے انہیں تباہ کر دے گا۔ یا مومنوں کو کھڑا کر دے گا جو ان کے حملوں کا جواب دیں گے۔ اور یا پھر وہ قرآن کریم میں پہلے سے ہی ایسے جواب رکھ دے گا۔ جو دشمن کو جھوٹا ثابت کر دے گا۔ بہر حال کوئی بھی [illegible]۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ وہ آپ کی حفاظت فرمائیگا۔

اب دیکھ لو

خدا تعالیٰ نے اس قرآنی وعدہ کے مطابق کس طرح رسول کریم [illegible] کی حفاظت فرمائی۔ ابتدائی زمانہ میں [illegible] دشمنوں نے آپ پر بڑے بڑے حملے کئے۔ اور متعدد طریق سے آپ کو نقصان پہنچانا چاہا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح [illegible] مثلاً جب آپ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ چلے گئے۔ اس وقت بھی آپ کے دروازہ پر کفار مختلف قبائل کے نوجوان کھڑے تھے۔ [illegible] کو قتل کر دیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈال دیا کہ وہ آپ کو دیکھ نہ سکے۔ پھر جب آپ مکہ سے نکل کر غار ثور میں پہنچے۔ تو دشمن

آپ کا پیچھا کرتا ہوا وہاں تک آ پہنچا حضرت ابوبکرؓ گھبرا گئے۔ کہ کہیں دشمن آپ کو گزند پہنچانے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ اس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کی گھبراہٹ کو محسوس کرتے ہوئے فرمایا۔ ابوبکر تم کیوں گھبراتے ہو۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ یا رسول اللہ میں اس لئے نہیں گھبراتا۔ کہ میں مارا جاؤں گا۔ کیونکہ میں مارا گیا۔ تو کیا ہوگا۔ میں تو ایک معمولی انسان ہوں میں تو صرف آپ کی وجہ سے گھبراتا ہوں۔ اگر آپ کو خدا نخواستہ کوئی گزند پہنچی۔ تو اسلام کو ... پہنچے گا۔ آپ نے فرمایا۔

لاتحزن ان اللہ معنا

ابوبکرؓ غم نہ کرو۔ اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے وہ خود ہماری حفاظت کرے گا۔ اور پھر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی ... ہے۔ کہ جب میں حج کے لئے گیا۔ تو غار ثور کو نہ دیکھ سکا۔ کیونکہ اگر میں ... پڑھوں۔ تو دل دھڑکنے لگتا ہے۔ میں غار ثور سے ایک یا ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلہ پر رہ گیا۔ لیکن اس سے آگے نہ جاسکا۔ غار ثور ایک ... پہاڑی پر واقع ہے۔ اور نیچے ایک گہری کھڈ ہے۔ درخت بھی نہیں بلکہ ... بہت کم ہیں۔ اس وجہ سے میرا دل کمزوری محسوس کرنے لگا۔ میں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا۔ کہ تم جاکر غار دیکھ آؤ۔ اور واپس آکر مجھ سے اس کی کیفیت بیان کرو۔ چنانچہ وہ وہاں گئے۔ واپس آکر انہوں نے بتایا کہ یہاں سے فرلانگ ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی غار ہے۔ جس کا منہ تنور کی طرح ہے۔ اس کے قریب کچھ چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں ہیں۔ اس کے اندر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پیچھا سا ... آدمی ٹھہر سکتا ہے۔ مگر چونکہ اندھیرا تھا۔ اس لئے اس کا اندر سے پوری طرح جائزہ نہیں لیا جاسکا۔

غار حرا

میں نے دیکھی ہے۔ بلکہ وہاں جاکر نماز بھی پڑھی ہے۔ یوں تو اس کا رستہ غار ثور کے رستہ سے زیادہ خطرناک ہے۔ مگر جس پہاڑی پر غار حرا واقع ہے وہ چھوٹی ہے۔ یعنی وہ زیادہ اونچی نہیں۔ غار ثور والی پہاڑی زیادہ اونچی ہے اور پھر وہاں سے نیچے بڑی گہری کھڈ نظر آتی ہے۔ ورنہ غار حرا کا رستہ زیادہ خطرناک ہے۔ رستہ میں بڑے بڑے پتھر ہیں۔ جن پر سے چھلانگیں لگا کر گزرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں حرا پر چڑھ گیا۔ اور غار ثور میں نہ جاسکا۔ غار حرا ... بلکہ ... ہوئے ہیں۔

کھڑے ہوکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے۔ ہم نے بھی وہاں جاکر نماز پڑھی۔ اور دعائیں کیں۔

پھر ہجرت کے علاوہ اور بھی کئی مواقع پر اللہ تعالےٰ نے اپنے اس وعدہ کو پورا کیا۔ کہ واللہ یعصمک من الناس وسلیلاً

غزوہ حنین

میں یا موقعہ پر صحابہؓ دشمن کے دباؤ کی وجہ سے آپ سے دور ہٹ گئے۔ اس وقت آپ کے قریب ایک ایسا شخص تھا۔ جو مکہ سے اسلامی لشکر کے ساتھ صرف اس نیت سے آیا تھا۔ کہ اگر موقعہ ملا۔ تو آپ کو مار ڈالے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ اور اس دشمن کو اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہونے دیا غزوہ حنین میں مکہ کے نئے مسلمان بھی شامل ہو گئے تھے۔ ان میں بعض کافر بھی تھے۔ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا۔ کہ ہم بھی آپ کے ساتھ جائیں گے۔ اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائیں گے۔ لیکن جب تیروں کی بوچھاڑ ہوئی۔ تو وہ اس کی تاب نہ لاسکے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کے بھاگنے کی وجہ سے دوسرے مسلمانوں کے گھوڑے بھی بھاگ اٹھے۔ اور

ایک وقت ایسا آیا

کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اردگرد صرف چند مسلمان رہ گئے۔ آپ جب دشمن کی صفوں کی طرف بڑھنے لگے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ یا رسول اللہ یہ وقت آگے بڑھنے کا نہیں۔ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اور مسلمان لشکر تتر بتر ہو چکا ہے۔ آپ نے فرمایا۔

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب

میں خدا تعالیٰ کا نبی ہوں۔ جھوٹا نہیں۔ اسلئے مجھے دشمن کا کوئی ڈر نہیں۔ آپ نے یہاں

"النبی" کا لفظ

استعمال فرمایا ہے۔ "انا نبی" نہیں کہا۔ کیونکہ "النبی" کے متعلق بائیبل میں بھی پیشگوئیاں پائی جاتی تھیں۔ کہ ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکے گا۔ چنانچہ یسعیاہ میں آتا ہے "میں ہی تیرا ہاتھ پکڑوں گا اور تیری حفاظت کروں گا" (یسعیاہ باب ۴۲ آیت ۶)

... استعمال ... آپ نے بیان فرمایا۔ میں ہی ... نبی ہوں۔ جس کی بائیبل میں پیشگوئی کی گئی تھی۔ پھر مجھے کسی دشمن کا کیا خوف ہو سکتا ہے۔ لیکن میری اس جرأت اور دلیری کی وجہ سے جو میں آگ برساتے تیر اندازوں کی زد میں ہونے کے باوجود دکھا رہا ہوں دشمن جو بت پرست ہے۔ یہ خیال نہ کرے کہ میں کوئی دیوتا یا خدا ہوں۔ بے شک "النبی" ہوں۔ اور خدا تعالےٰ نے میری حفاظت کا وعدہ کیا ہے لیکن با ایں ہمہ میں بشر ہی ہوں میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ خدا یا کوئی دیوتا نہیں ہوں۔ یہاں آپ نے

"ابن المطلب" کہا ہے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی زبان میں "ابن" کا لفظ پوتے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ حضرت عبد المطلب کے پوتے تھے۔ بیٹے نہیں تھے۔ غرض آپ کی جسمانی حفاظت کی بیسیوں مثالیں تاریخ میں موجود ہیں۔ اگر میں انہیں بیان کروں تو کئی گھنٹوں میں خطبہ ختم ہو۔ لیکن مختصر طور پر میں صرف اتنا کہوں گا۔ کہ آپ کی زندگی میں بیسیوں دفعہ خطرناک سے خطرناک مواقع پر خدا تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔

پھر علمی طور پر دیکھا جائے۔ تو جب بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دشمن نے حملہ کیا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی عزت کو بچایا اور دشمن کو اس کے مقصد میں ناکام و نامراد رکھا۔ آخری زمانہ میں جب اسلام بہت کمزور ہوگیا تھا۔ تو کہتے ہیں اس وقت روم کے بادشاہ نے مسلمان بادشاہ کو لکھا۔ کہ میرے پاس کوئی مسلمان عالم بھیجیں۔ میں اس کی

پادریوں سے بحث

کرانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ مسلمان بادشاہ نے ایک عالم بھجوا دیا۔ عیسائیوں نے پہلے سے ہی منصوبہ کیا ہوا تھا۔ پادری کہنے لگا۔ مولوی صاحب بتائیے۔ کہ (حضرت) عائشہؓ والا واقعہ جو احادیث میں آتا ہے۔ وہ کیا ہے۔ مطلب اس کا اعتراض کرنا تھا۔ مسلمان عالم جو غالباً ابن تیمیہؒ یا ان کے کوئی دوست تھے بڑے ہوشیار تھے۔ کہنے لگے پادری صاحب دنیا میں دو عورتیں گزری ہیں۔ ایک عورت کا خاوند تھا۔ خبیث لوگوں نے اس پر الزام لگایا۔ مگر ساری عمر اس کے کوئی بچہ نہیں ہوا۔ لیکن ایک عورت ایسی ... تھی۔ جس کا خاوند بھی نہیں تھا۔ اس پر دشمنوں نے الزام لگایا۔ اور اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوگیا۔ اب آپ بتائیے۔ کہ الزام کس عورت پر لگتا ہے۔ اس پر پادری سخت شرمندہ اور لاجواب ہوگیا۔ آج کل تو یہ حالت ہے کہ ذرا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کوئی بات کہی جائے۔ مسلمان شور مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰؑ کی ہتک کر دی گئی ہے۔ مگر اس وقت کا مسلمان حضرت عیسیٰؑ کی غیرت کم رکھتا تھا۔ اور

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غیرت

زیادہ رکھتا تھا۔ چنانچہ دیکھ لو۔ امام ابن تیمیہؒ یا ان کے دوست روم کے دربار میں ذرا سے نہیں جھکے انہوں نے فوراً کہہ دیا۔ کہ پادری صاحب! آپ جس عورت کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس کا تو خاوند موجود تھا۔ اور باوجود خاوند ہونے کے اس کے ہاں ساری عمر اولاد نہیں ہوئی۔ مگر حضرت مریمؑ کا تو خاوند بھی نہیں تھا۔ اور اس کے ہاں بچہ پیدا ہوگیا۔ اب آپ بتائیے۔ کہ الزام حضرت عائشہؓ پر لگتا۔ یا حضرت مریمؑ پر۔ غرض ہر موقعہ پر جب بھی دشمن نے اسلام پر حملہ کیا۔ اللہ تعالےٰ نے کامل مومنوں کو کھڑا کر دیا۔ اور انہوں نے دشمن کے اعتراضات کو رد کر دیا۔ مثلاً غدر کے بعد مسلمانوں کی حالت بڑی خراب تھی۔ اس وقت مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر تھے۔ اور آپ کے بعد بعض اور لوگ کھڑے ہوگئے۔ جنہوں نے عیسائیوں اور آریوں کے اعتراضات کے جواب دیئے اور دین کی حفاظت کی۔

سر سید احمد خاں صاحب

نے بھی اپنے زمانہ میں عیسائیوں کے اعتراضات کے جواب دیئے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کھڑا کر دیا۔ جنہوں نے اتنے لمبے عرصہ تک دشمن کا مقابلہ کیا۔ کہ آپؑ کی وفات پر دشمنوں نے بھی اس بات کا اعتراف کیا۔ کہ آپ نے اسلام کا دفاع ایسے شاندار رنگ میں کیا ہے کہ آپؑ سے پہلے اور کسی مسلمان عالم نے اس طرح

اسلام کا دفاع

نہیں کیا۔ یہ "واللہ یعصمک من الناس" کا ہی کرشمہ تھا۔ اللہ تعالےٰ کا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے وعدہ تھا۔ کہ اس نے آپ کو ہر حال بچانا ہے۔ جب دشمن نے تلوار سے حملہ کیا۔ تو اس نے تاریخ سے حملہ کیا۔ تو خدا تعالےٰ نے ایسے مسلمان کھڑے کر دیئے۔ جنہوں نے

تاریخی کتب کی چھان بین

کرکے دشمن کے اعتراضات کو رد کر دیا۔ اور خود مخالفین کے بزرگوں کی تاریخیں کھول کر بتایا۔ کہ

وہ جو اعتراضات اسلام پر کر رہے ہیں۔ وہ ان کے اپنے مذہب پر بھی پڑتے ہیں۔ اور جو حصہ قرآن کریم اور احادیث سے تعلق رکھتا تھا۔ اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف کر دیا۔

ان دنوں بھی اسلام کے خلاف بمبئی سے ایک کتاب "مذہبی رہنما" شائع ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں میں

بڑا جوش پیدا ہوا

یہاں تک کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کرتے ہوئے سینکڑوں مسلمان ہندوستان میں شہید ہو گئے۔ ان لوگوں نے جو طریق عمل اختیار کیا۔ وہ اس زمانہ کے لحاظ سے صحیح ہے یا غلط۔ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ بہر حال مسلمانوں کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جو عشق اور محبت ہے۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم انہیں مجبور اور معذور سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کے پاس کروڑوں روپیہ ہے۔ اگر گورنمنٹ کسی کتاب کی ۵۰۰ کاپیاں ضبط کر لے۔ تو وہ اسی وقت اس کی دس ہزار کاپیاں کسی دوسرے علاقہ میں شائع کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے

فتنے کا استیصال

نہیں ہوتا۔ انگریزوں کے زمانہ میں بھی یہی ہوتا رہا ہے۔ کہ جب کوئی کتاب ضبط ہوئی۔ ہندوؤں نے فوراً اُسے چھپوا دیا۔ ورتمان نے جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حملہ کیا۔ تو میں نے اس کا جواب لکھا۔ اس جواب کی وجہ سے گورنمنٹ کو بمبئی کے چیف جج کو چھٹی سے واپس منگوانا پڑا۔ اور اس شخص پر مقدمہ چلایا گیا۔ اور اس کے اخبار کو ضبط کیا گیا۔ مگر بعد میں مجھے پتہ لگا کہ ہندوؤں نے اس مضمون کی لاکھوں کا پیاں چھپوا کر شائع کر دی ہیں۔ اس کتاب کے متعلق بھی جب مسلمانوں میں جوش پیدا ہوا۔ اور انہوں نے احتجاج کیا۔ تو اتنا فائدہ تو ضرور ہوا۔ کہ حکومت نے کتاب ضبط کر لی۔ مگر اچھا ہوتا کہ مسلمان چندہ جمع کر کے

اس کا جواب شائع کر دیتے

ایک دفعہ میں ڈلہوزی گیا۔ کشمیر کا نیا نیا کام تھا۔ اس وقت چمبہ کی ریاست میں بھی

مسلمانوں پر ظلم

ہو رہا تھا۔ وہاں کی انجمن کا ایک سیکرٹری میرے پاس آیا۔ اور اس نے کہا۔ کہ آپ (ان مسلمانوں کی) بھی خبر لیں۔ میں نے کہا۔ یہ سیاسی لوگوں کا کام ہے مجھے تو ایک جگہ نظر آیا ہے۔ ۴۰ لاکھ مسلمان تباہ ہو چکے

تو میں نے اس میں دخل دے لیا۔ مگر ہر جگہ میں دخل نہیں دے سکتا۔ لیکن وہ میرے پیچھے پڑا رہا۔ اس پر میں نے کہا۔ کہ تم یہ بتاؤ۔ کہ کیا تم مجھے دو سو مسلمان دے سکتے ہو۔ جو قید ہونے کو تیار ہوں۔ وہ کہنے لگا دو سو نہیں دو ہزار مسلمان مرنے کے لئے تیار ہے۔ میں نے کہا مجھے مرنے کے لئے لوگوں کی ضرورت نہیں۔ مجھے دو سو ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو قید ہونے کے لئے تیار ہوں۔ اگر آپ اتنے آدمی قید ہونے کے لئے دے دیں۔ تو میں آپ لوگوں کی مدد کرنے کا ذمہ لے لیتا ہوں۔ اس نے پھر کہا۔ کہ وہ دو ہزار مسلمان مرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں نے کہا۔ اس سے میرا کام بنتا نہیں بلکہ خراب ہوتا ہے۔ مجھے صرف

ایسے لوگوں کی ضرورت ہے

جو قید ہونے کے لئے تیار رہوں۔ لیکن وہ یہی کہتا رہا۔ کہ دو ہزار مسلمان مرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں نے کہا۔ آپ کا یہ خیال ہے۔ کہ جو لوگ قید ہوں گے۔ وہ تو کسی نہ کسی طرح چٹھیاں لکھتے رہیں گے۔ کہ ہمارے بیوی بچے بھوکے مر رہے ہیں۔ ان کا انتظام کیا جائے۔ مگر جو مر جائیں گے ان کا قصہ پاک ہو جائے گا وہ تو اپنے بیوی بچوں کے بھوکے مرنے کی شکایت نہیں کریں گے۔ اس لئے قید ہونے کی نسبت مرجانا زیادہ آسان ہے۔ کہنے بات تو یہی ہے۔ غرض مرنا آسان ہوتا ہے۔ لیکن مشکلات کو متواتر برداشت کرتے چلے جانا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن بہر حال جب مقابلہ کا سوال ہو۔ تو روپیہ کا خرچ ایک طبعی امر ہے اب بھی ہندوستان میں کھرپتی مسلمان موجود ہیں۔ وہ چندہ کر کے

"مذہبی رہنما" کا جواب

شائع کر دیتے۔ اور ثابت کرتے کہ اس کا لکھنے والا جھوٹا ہے۔ پھر اگر ہندوؤں نے اس کی دس ہزار کاپی شائع کی تھی۔ تو مسلمان اس کا جواب

دس لاکھ کی تعداد میں

شائع کر دیتے۔ اور سارے ملک میں پھیلا دیتے۔ اس سے ہندوؤں کا منہ بند ہو جاتا اور وہ سمجھ لیتے کہ آئندہ مسلمانوں کو نہیں چھیڑنا چاہیئے۔ اگر ہم انہیں چھیڑیں گے۔ تو وہ نہ صرف اپنا دفاع کریں گے۔ مگر ہمارے مذہب کی بھی قلعی کھول دیں گے۔ بلکہ یہ یقینی بات ہے کہ ہم نہ صرف ان کے

اعتراضات کا جواب

کا جواب دے سکتے ہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے فضل سے ان کا الزامی جواب بھی دے سکتے ہیں۔ ہندوؤں کی کتابوں میں ان کے دیوتاؤں کے متعلق اس قدر گند بھرا ہوا ہے۔ کہ اگر اسے ظاہر کیا جائے۔ تو انہیں منہ چھپانے کے لئے جگہ نہ ملے۔ مثلاً کیا کوئی

الہامی مذہب

یہ کہہ سکتا ہے کہ فلاں دیوتا کی کسی عورت پر نظر پڑ گئی۔ بعد میں اس نے اپنا تھ بند جھاڑا تو ریت ہی سے بچہ پیدا ہو گیا۔ یہ ایسی شرمناک بات ہندوؤں کی کتابوں میں درج ہے۔ کہ مجھے خطبہ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ بہر حال ہندوؤں کی کتابوں میں اس قدر گند موجود ہے۔ کہ اگر اسے ظاہر کیا جائے۔ تو ہندوؤں میں تاب نہیں کہ وہ

مسلمانوں کے مقابلہ میں

کھڑے ہو سکیں۔ پس اگر موجودہ مسلمان چندہ جمع کر کے اس کتاب کا جواب شائع کرتے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہندوؤں کی کتابوں کا گند ظاہر کرتے تو انہیں پتہ لگ جاتا۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ وآلہٖ وسلم کی ذات پر حملہ کرنے کے کیا معنی ہیں۔ خود ان کے نبی حضرت کرشن (علیہ السلام) کے متعلق

ان کی کتابوں میں گند بھرا ہوا ہے

اور لکھا ہے۔ کہ کس کس طرح وہ عورتوں سے کھیلتے تھے۔ پھر ایک اور ننگا واقعہ ہے جو میں خطبہ میں اس کی تفصیل بیان نہیں کر سکتا۔ صرف مجملاً بیان کر دیتا ہوں۔ کہ ایک دفعہ میں بنارس گیا۔ وہاں میں نے ہندوؤں کا ایک مندر دیکھا۔ اس پر ایک سیڑھی لگی ہوئی تھی۔ اس سیڑھی پر ہر جگہ اس قدر ننگی تصویریں بنی ہوئی تھیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ہندو بھی بیان کر سکے۔ ایک کٹر ہندو بھی ان کا ذکر کرتے ہوئے شرم محسوس کریگا۔ غرض ہندوؤں کے اپنے مندروں دیوتاؤں اور مذہب میں اس قدر گند ہے کہ اسے ظاہر کرنے سے ان کا منہ بند ہو سکتا ہے۔ پس مسلمانوں کا کام تھا کہ وہ ان باتوں کو بیان کرتے اور کہتے کہ تم مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہو۔ لیکن تمہیں اپنے گھر کی خبر نہیں۔ ہندوستان میں زیادہ تر پوجا شوجی کی ہوتی ہے۔ اگر شوجی کی حقیقت ہی بیان کر دی۔ تو ہندو شرمندہ ہو جائیں گے۔ میں جب لنڈن گیا۔ تو وہاں میں نے ایک انگریز عورت کو لڑکیوں کو پڑھانے کے لئے بطور استانی رکھ لیا۔ وہ عورت

مذہبی جوش

رکھتی تھی۔ وہ میری کتابیں بھی خرید کرتی گئی۔ ایک دن اس نے شکوہ کیا کہ آپ نے عیسائیت کے متعلق ایسی باتیں بیان کی ہیں جو ٹھیک نہیں۔ میں نے کہا۔ تم کوئی ایک بات بیان کرو۔ اس پر اس نے کہا۔ آپ نے فلاں حوالہ جو لکھا ہے۔ اس کا مطلب پادری اور بیان کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ کیا یہ حوالہ بائیبل میں موجود نہیں۔ اس نے کہا۔ بائیبل میں تو موجود ہے۔ لیکن اس کا وہ مطلب نہیں جو آپ نے لیا ہے۔ آپ کو اس کا وہ مفہوم لینا چاہیئے جو اس کے ماننے والے لیتے ہیں۔ میں نے کہا۔ تمہارا مطلب تو یہ ہوا کہ

اس حوالہ کا مطلب

جو عیسائی لوگ لیتے ہیں۔ وہی مجھے بیان کرنا چاہیئے۔ لیکن تمہاری اپنی کتابوں میں اسلام کے متعلق جو باتیں لکھی ہیں۔ وہ ہم نہیں مانتے بیہودہ کیوں لکھ جاتے ہیں۔ میں نے تو عیسائیوں کو عقل [illegible] ہے تا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اعتراض کرتے ہوئے وہ سمجھ سے کام لیں۔ اگر وہ قانون جو تم نے بیان کیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ تو عیسائیوں کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے اندر اصلاح کریں اور اسلام کے کسی حوالہ کے ایسے معنے نہ کریں جو مسلمانوں کے نزدیک درست نہ ہوں لیکن اگر وہ کسی آیت کے اپنے سے معنے کر کے اسلام پر اعتراض کرنے کے لئے تیار ہیں تو ہم بھی تورات اور انجیل کی آیات کے وہ معنے کریں گے۔ جو ہمارے نزدیک ان سے نکلتے ہیں۔ اس پر اس نے کہا۔ تب تو وہ بات ٹھیک ہے جو آپ نے لکھی ہے۔ غرض مناسب یہی تھا کہ مسلمان "مذہبی رہنما" کا جواب دیتے اور ہندوؤں کے مذہب کا پول کھولتے۔ ان کی کتابوں میں اس قدر گند بھرا ہوا ہے۔ کہ ذرا سا پردہ اُٹھانے سے بھی وہ شرم کے مارے سر اونچا نہیں کر سکتے۔

کہا جاتا ہے

کہ ہندو مسلمانوں کے احتجاج کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ یہ کتاب تو ۲۹ سال ہوئے امریکہ میں چھپی تھی۔ گویا اس کتاب کا لکھنے والا کوئی عیسائی ہے۔ ہندو نہیں۔ اگر یہ درست ہے تو اس صورت میں [illegible] یہ ہے کہ اس کتاب کا جواب امریکہ میں شائع کیا جائے [illegible] ہندوستان میں بھیجا جا[illegible] کریم صلے اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے۔ کہ اگر تم کوئی ایسی بات دیکھو جو ناپسندیدہ ہو۔ تو اگر تمہارے ہاتھ میں طاقت ہو۔ تم اسے ہاتھ سے مٹا دو اور اگر تمہارے ہاتھ میں طاقت نہ ہو۔ لیکن تم زبان سے اس کی برائی کا اظہار کر سکتے ہو تو زبان سے اس کی برائی ظاہر کرو اور اگر تم میں زبان سے اظہار کرنے کی بھی طاقت نہ ہو۔ تو تم دل میں ہی اسے برا سمجھو۔ یہ نکتہ بہت لطیف ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے

پاکستان گورنمنٹ

چونکہ یہ جرأت کر سکتی ہے۔ اسلئے اس کا فرض ہے کہ وہ ہندوستان کی حکومت سے یہ درخواست کرے کہ اس نے ہمارے آقا کی ہتک گوارا کی ہے۔ اور ہندوستانی مسلمان جو مظلوم ہیں۔ اور وہ اس کے متعلق کوئی آزادانہ کارروائی نہیں کر سکتے۔ ان کے متعلق یہ حکم ہے کہ وہ دل میں ہی اس پر برا منائیں۔ اور چونکہ پاکستانی گورنمنٹ نے اس کتاب کو ضبط کر لیا ہے۔ اسلئے پاکستان سے باہر کے مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اس کتاب کا جواب لکھیں اور اسے امریکہ اور ہندوستان میں شائع کروائیں۔ اگر یہ جواب امریکہ میں شائع کیا گیا۔ تو وہاں کے رہنے والے لوگوں کے سامنے بھی کتاب کے مصنف کا جھوٹ ظاہر ہو جائے گا۔ پھر اس کا ترجمہ ہندوستان میں شائع کیا گیا۔ تو ہندو بھی ڈر جائیں گے اور وہ آئندہ مسلمانوں پر حملہ نہیں کریں گے اور سمجھ لیں گے کہ اگر انہوں نے مسلمانوں کی طرف کنکر پھینکا تو اس کے جواب میں پتھر پڑے گا۔ اس سے نہ صرف ہندوستانی مسلمان خوش ہو جائیں گے۔ بلکہ

قرآنی آیت واللہ یعصمک من الناس کی صداقت

بھی واضح ہو جائے گی۔ اخبارات سے پتہ لگتا ہے۔ کہ جب سعودی عرب کے بادشاہ سے پنڈت نہرو ملنے گئے اور اس کتاب کے متعلق باتیں ہوئیں تو انہوں نے وعدہ کیا۔ کہ وہ آئندہ ایسے اقدام کریں گے کہ اس قسم کی کوئی مخالفانہ کتاب شائع نہ ہو۔ لیکن مجھے یقین نہیں کہ پنڈت نہرو اپنے وعدہ پر عمل کریں وہ صرف سعودی عرب کے بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے یہ باتیں کہہ آئے تھے۔ کیونکہ خواہ پنڈت نہرو کے دل میں نیکی ہو۔ ان کے ارد گرد جو لوگ ہیں وہ کٹر ہندو ہیں۔ انہوں نے اپنے عقائد کے مطابق کوئی نیکی کیا۔ تو ان کے ساتھیوں نے شور مچا دینا ہے کہ تم کیا ہو جو

ہیں اس بات سے رد کتے ہو۔

پس میرے نزدیک

اصل طریق یہ ہے

کہ چونکہ اس کتاب کا مصنف عیسائی ہے اور امریکہ کا رہنے والا ہے اس لئے اس کے جواب میں جو کتاب لکھی جائے اس کا ایک ایڈیشن انگریزی میں ہو۔ جو امریکہ میں شائع کیا جائے اس میں ایک طرف تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دفاع ہو۔ یعنی ان اعتراضات کا جواب ہو۔ جو اس کتاب میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کئے گئے ہیں۔ اور دوسری طرف عیسائیوں کو الزامی جواب دیا جائے اور پھر اس کا دوسرا ایڈیشن ہندوستان میں شائع کیا جائے۔ اس میں بھی ایک طرف تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دفاع ہو یعنی ان اعتراضات کا جواب ہو جو آپ کی ذات پر اس کتاب میں کئے گئے ہیں۔ اور دوسری طرف ہندو مذہب کو مدنظر رکھتے ہوئے الزامی جواب ہو۔ تا ہندوؤں کو بھی ہوش آ جائے۔ اور آئندہ وہ مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے میں احتیاط سے کام لیں پھر اگر اس کتاب کا مصنف زندہ ہو۔ ممکن ہے وہ مر گیا ہو۔ کیونکہ اس کتاب کو شائع ہوئے ۳۰ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ تو ہمارے مبلغ اسے

مباہلہ کا چیلنج

دیں اور کہیں۔ کہ اگر وہ سچا ہے۔ اور عیسائی لوگ اس کے ساتھ ہیں۔ تو وہ پچاس عیسائی اپنے ساتھ لے آئے۔ ہم بھی اپنے ساتھ پچاس مسلم لے آتے ہیں۔ اور پھر وہ ہم سے مباہلہ کرے۔ اگر حضرت عیسے علیہ السلام میں طاقت ہوئی تو وہ انہیں بچا لیں گے۔ اور اگر ہمارے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے والے خدا میں طاقت ہوئی۔ تو وہ انہیں تباہ کر دے گا۔ اس مباہلہ کے بعد جب عیسائیوں پر خدائی عذاب نازل ہوا تو ثابت ہو جائے گا کہ حضرت عیسے علیہ السلام میں کوئی خدائی طاقت نہیں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بھیجنے والا خدا اب بھی زندہ ہے گو آپ کی وفات پر ۱۳۰۰ سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ مگر وہ اب بھی آپ کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اگر وہ لوگ مباہلہ کے لئے نہ آئیں تو جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈوئی کے متعلق پروپیگنڈا کیا تھا اس کے متعلق بھی ملک بھر میں پروپیگنڈا کیا جائے اس سے

اسلام کی عظمت

ظاہر ہو گی اور لوگوں پر واضح ہو جائے گا۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ کرنے والے جھوٹے ہیں۔ مباہلہ کا ہتھیار عیسائیت میں موجود نہیں۔ لیکن اسلام میں موجود ہے۔ اور اس موقعہ پر اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ڈوئی کے اعلان کی وجہ سے

امریکہ بھر میں شور

پڑ گیا تھا۔ اور بیسیوں اخباروں اور رسالوں نے ان چیزوں کو شائع کیا تھا۔ اب بھی اسی طرح اس کتاب کے مصنف کو مباہلہ کا چیلنج دیا جائے۔ تو ملک میں پھر زندگی پیدا ہو جائے گی۔ اور واللہ یعصمک من الناس کی صداقت کا ایک اور ثبوت مل جائے گا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حفاظت کا وعدہ کیا ہوا ہے اسلئے عیسائیوں سے کہو کہ ہم قرآن کریم کا یہ دعوےٰ تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ تم پہلے ہم سے مباحثہ کر لو۔ اور اپنے اعتراضات پیش کرو ہم ان باتوں کا رد کریں گے۔ اور بتائیں گے کہ ان سے بھی بدتر باتیں تمہارے ہاں موجود ہیں۔ پھر تم ان کا جواب دے لینا۔ اور اگر مباحثہ کے بعد بھی تم اپنے دعوےٰ پر قائم رہو۔ تو

ہم سے مباہلہ کر لو

خدا تعالیٰ خود جھوٹے کو تباہ کر دے گا۔ اور دوسرے فریق کی سچائی کو ظاہر کر دے گا۔ یہ طریق ایسا ہے کہ اس سے امریکہ اور ہندوؤں دونوں پر اسلام کا رعب قائم ہو جائے گا ہندوؤں کو الزامی جواب دینے کے لئے میں نے اس لئے کہا ہے کہ انہوں نے اس امریکن کی کتاب کو شائع کیا ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو تیر مارے اور وہ تیر اُسے زخمی نہ کرے۔ لیکن ایک دوسرا آدمی وہ تیر اٹھا لے اور اسے دوسرے کے سینہ میں پیوست کر دے۔ تو زیادہ ظالم وہ ہے جس نے گرا ہوا تیر اٹھایا اور دوسرے کے سینہ میں چبھو دیا۔ یہ کتاب بھی امریکہ کے کسی عیسائی نے شائع کی تھی مگر

امریکہ کی کتاب

تو امریکہ میں رہ گئی۔ ہندوؤں نے اس کا ترجمہ کر کے مسلمانوں تک پہنچایا اور اس طرح ان کی تکلیف کا موجب ہوئے۔ پس یہ گویا ان

ہندوؤں نے مسلمانوں تک پہنچا کر اپنے ذمہ لے لی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کتاب کے ایک ایڈیشن میں جو ہندوستان میں شائع ہو۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے ساتھ ساتھ ہندو مذہب کے پول بھی کھولے جائیں۔ اور دوسرے ایڈیشن میں دفاع کے ساتھ ساتھ عیسائیت کے پول کھولے جائیں۔ کیونکہ اس کتاب کا اصل مصنف عیسائی ہے۔ اس کے بعد اس کتاب کے لکھنے والوں اور شائع کرنے والوں کو چیلنج کیا جائے۔ کہ وہ ہمارے ساتھ بحث کر لیں اور اس کے بعد اگر ان میں طاقت ہو۔ تو ہم سے مباہلہ کر لیں۔ تاکہ خدا تعالیٰ کی طاقت انہیں نظر آ جائے۔ اگر یہ طریق اختیار کیا جائے تو

میں سمجھتا ہوں

کہ یورپ۔ امریکہ اور ہندوستان تینوں کے لئے یہ طریق ہدایت کا موجب ہوگا۔ ہندوستان بے شک آزاد ہو گیا ہے۔ مگر اب بھی وہ یورپ کی طرف میلان رکھتا ہے۔ اگر یورپ اور امریکہ میں شور مچ گیا۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے والوں کو احمدیوں نے خوب لتاڑا ہے اور انہیں مباحثہ اور مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ تو ہندوستان کے اخبارات بھی شور مچانے لگ جائیں گے۔ اور وہ بھی وہی باتیں شائع کرنے لگ جائیں گے جو یورپ اور امریکہ کے اخبارات میں شائع ہوئی ہوں گی۔ اور اس سے ہندوؤں کے کان کھڑے ہو جائیں گے۔ اور وہ سمجھ لیں گے کہ احمدی پیچھا نہیں چھوڑا کرتے۔ اگر ان کے رسول پر حملہ کیا گیا تو وہ اس وقت تک حملہ کرنے والوں کو نہیں چھوڑیں گے جب تک انہیں گھر تک نہ پہنچا لیں۔ اس طرح آئندہ کے لئے وہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے

اور مسلمانوں پر حملہ کرنے میں احتیاط سے کام لیں گے۔

(الفضل ۲۳ر نومبر ۱۹۵۶ء)

اخبار بدر کا جلسہ سالانہ نمبر

امسال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اخبار بدر کا باتصویر خصوصی نمبر شائع ہوا تھا۔ اس کے چند نسخے قابل فروخت ہیں قیمتی مضامین کے علاوہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعض خلفاء کے فوٹو قادیان کا ایک منظر آرٹ پیپر پر سرورق پر خوشنما صورت میں نہایت دیدہ زیب ہیں۔ قیمت فی پرچہ ۴ر محصول ڈاک ۱ر (مینیجر اخبار بدر)

تاریخ مصر و مشرق وسطیٰ

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

(۲)

مشرق وسطیٰ میں امریکہ کی آمد

پہلی جنگ عظیم میں انگریزوں نے عربوں سے وعدہ کیا تھا کہ انہیں ترکوں کی ماتحتی سے نجات دلائی جائے گی۔ اس لئے ہر طرف عربوں نے ترکوں کے خلاف بغاوت کی۔ لیکن جنگ عظیم کے بعد جب پیرس صلح کانفرنس ہوئی۔ تو اس وقت عربوں نے سمجھا کہ انہیں دھوکہ دیا گیا ہے۔ اور برطانیہ و فرانس ممالک عربیہ کو اپنے ماتحت رکھنا چاہتے ہیں۔ دوسرا غضب یہ ہؤا کہ ۱۹۱۷ء میں برطانیہ کے وزیر خارجہ بالفور نے اعلان کیا کہ فلسطین میں یہودی سٹیٹ قائم کیا جائے گا۔ ان باتوں کا یہ نتیجہ ہؤا کہ عربوں کو برطانیہ اور فرانس سے سخت نفرت ہو گئی اور قومی تحریکات زور پکڑنے لگیں۔ ۱۹۱۹ء میں شام میں ایک میٹنگ ہوئی۔ اس میں عرب کے معاملات پر غور کیا گیا۔ اس میٹنگ میں برطانیہ و فرانس کی نگرانی پر امریکہ کو ترجیح دی گئی اور عراق کے امیر فیصل نے فلسطین اور شام کے متعلق ایک تحقیقاتی کمیٹی کا مطالبہ کیا۔ اس تجویز میں امریکہ کے صدر ولسن کو خاص طور پر مخاطب کیا گیا۔ صدر ولسن نے یہ تجویز منظور کی۔ برطانیہ فرانس اور اٹلی بھی اس کے ممبر ہوئے۔ لیکن فرانس نے اس کمیٹی میں اپنا کوئی نمائندہ نہیں بھیجا۔ اٹلی بھی مخالف ہو گیا۔ اور انہیں دیکھ کر برطانیہ بھی علیحدہ ہو گیا۔ لیکن صدر ولسن کے نامزد ممبروں نے تحقیقات کی اور ۱۹۲۲ء میں صدر ولسن کے سامنے اپنی رپورٹ پیش کی جو بڑے اہم اور تاریخی واقعات پر مشتمل تھی۔ مگر افسوس کہ ولسن اپنی علالت کے باعث اسے نہ پڑھ سکے۔

اس رپورٹ کا خلاصہ یہ تھا کہ شام اور فلسطین امریکہ کی نگرانی میں رہیں۔ اور عراق برطانیہ کی۔ اگر امریکہ یہ بار اٹھانے پر تیار نہ ہو تو شام و فلسطین بھی برطانیہ ہی کو دے دیا جائے۔ مگر کسی صورت میں فرانس کی نگرانی ملک کے کسی حصہ پر قائم نہ کی جائے۔

اس رپورٹ کی دوسری اہم تجویز یہ تھی کہ ان ملکوں میں دستوری حکومت قائم کی جائے دستوری حکومت اس کو کہتے ہیں۔ جہاں قوانین عوام کے مشورہ سے بنائے جاتے ہیں۔ مگر ملک کا ایک بادشاہ ہوتا ہے جیسے انگلستان و ایران۔

اس کے ساتھ ہی اس رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ یہ نگرانی برطانیہ کی ہو یا امریکہ کی۔ بہر صورت لیگ آف نیشنز کے دائرہ میں ماتحت ہونی چاہیئے۔

اس رپورٹ میں جو سب سے اہم تیسری بات کہی گئی تھی۔ وہ یہ تھی کہ یہودی سٹیٹ قائم نہ کی جائے۔ اور یہودیوں کی ہجرت اور داخلہ فلسطین پر پابندی لگائی جائے۔ یہ ذکر پہلے آ چکا ہے۔ کہ بالفور نے یہودی سٹیٹ بنانے کا اعلان کیا تھا۔ مگر صدر ولسن کی رائے بھی اس کے خلاف تھی۔ اس رپورٹ میں یہ بات واضح کر دی گئی کہ اگر فلسطین میں یہودی حکومت بنائی گئی۔ تو اس پر نوے فی صدی غیر یہودیوں کو قربان کرنا ہو گا۔

امریکہ نے اس رپورٹ کے بعد بھی غیر جانبداری کی پالیسی اختیار کی۔ اور تقسیم شدہ دولت عثمانیہ دست بردار رہا۔ غالباً اس وقت امریکہ نے سینے تک اور مشرق وسطیٰ کے جغرافیہ کا خیال کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ تیل کے چشموں کے سوا امریکہ کا مشرق وسطیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔ اور یہ فائدہ حکمرانی کی بجائے تجارتی اصول پر بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اسلئے اس نے یہ طریقہ اختیار کیا۔ اور سب سے پہلے ۱۹۲۳ء میں ایک امریکن فرم نے عراق کے پٹرولیم میں ۲۴ فیصدی حصہ لیا۔ پھر ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۲ء تک بحرین۔ کویت کی پٹرولیم میں مراعات لیں۔ اسی طرح سعودی عرب میں بھی تیل کے چشمہ کا پتہ لگا۔ اور حکومت سعودیہ سے تجارتی معاہدہ کیا۔ امریکہ نے اس طریقہ کو بہت آسان اور نفع بخش سمجھا۔ امریکہ کی اس پالیسی کا یہ نتیجہ ہؤا کہ لوگ عرب ممالک اس کو دوستی کی نظروں سے دیکھنے لگے۔ اور فرانس و برطانیہ پر اس کو ترجیح دینے لگے یہاں تک کہ حالات نے ایک کروٹ لی اور عرب ممالک میں امریکہ کے خلاف بھی ایک نفرت کی رو چل پڑی۔

وہ انقلاب یہ تھا کہ جرمنی میں یہودیوں پر مظالم شروع ہوئے تو امریکہ میں تحریک صیہونیت زور پکڑنے لگی۔ اور امریکہ کے سرمایہ داروں نے فلسطین کو یہودی سٹیٹ بنانے پر زور دینا شروع کیا۔ ابھی یہ صورت تھی کہ دوسری جنگ عظیم چھڑ گئی اور امریکہ اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ مغربی ایشیاء میں آ گیا۔ اس وقت اسے معلوم ہؤا کہ مصر و مشرق وسطیٰ صرف تیل کے لئے نہیں۔ بلکہ دفاع کے لئے بھی نہایت اہم ہے۔ ۱۹۴۲ء اتحادیوں کے لئے نہایت حوصلہ شکن تھے۔ محوریوں کا طوفانی دستہ کہیں رکتا ہی نہ تھا۔ حتیٰ کہ ۱۹۴۲ء میں مصر سے ناامیدی سی ہو گئی اس وقت صدر روزویلٹ نے نہر سویز کی ناکہ بندی کی تجویز کی۔ جو کہ ۱۸۸۸ء والے معاہدہ کے خلاف تھا۔ لیکن اس نے کہا کہ اگر محوریوں کی تیز رفتار پیش قدمی نہ روکی گئی۔ تو ہندوستان اور چین کا بحری و ہوائی راستہ خطرہ کی زد میں آ جائے گا۔ اسی خطرہ کے پیش نظر امریکہ نے مشرق وسطیٰ میں زبردست فوجی کمک بھیجی۔ اور محوریوں کی پیش قدمی روک دی گئی۔

امریکہ نے انڈونیشیا کو بھی تحریک آزادی میں مدد دی۔ اور فرانس کے خلاف شام و لبنان کو بھی مدد پہنچائی۔ اور برطانیہ پر بھی زور دیا کہ وہ مصر کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرے۔ شاید امریکہ کی اسی نصیحت کے باعث برطانیہ نے مصر کو پہلی کا ہوائی اڈہ دیدیا۔ جو مشرق وسطیٰ کا سب سے بڑا ہوائی اڈہ ہے۔

امریکہ کے اس سلوک کا یہ نتیجہ ہؤا کہ عام طور پر اس کو ممالک عربیہ کا دوست سمجھا گیا۔ ان دنوں کی سیاست دیکھی جائے تو معلوم ہو گا۔ کہ اس وقت مصر اور مغربی ایشیا میں امریکہ کی پالیسی اتنی کامیاب تھی کہ کوئی روس کی طرف آنکھ بھی نہیں اٹھاتا تھا۔ مصر تو یہاں تک سختی کی تھی کہ جو روس جائے گا اسے مصر کے حقوق شہریت سے محروم کر دیا جائے گا۔

امریکہ کی طرف سے بدظنی

لیکن اب یکا یک حالات میں انقلاب آتا ہے۔ اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکہ میں تحریک صیہونیت زور پکڑتی ہے۔ اور اسی تحریک کے نتیجہ میں ایک یہودی نژاد ٹرومین صدر مملکت قرار پاتا ہے۔ اور وہ فلسطین میں یہودیوں کی سٹیٹ بنانے کی زبردست سفارش کرتا ہے۔ روس جو ابھی تک مشرق وسطیٰ کے تعصبات سے پوری طرح واقف نہ تھا۔ وہ بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ اور ان دونوں کی سفارش پر ۱۹۴۸ء میں فلسطین کی تقسیم عمل میں آتی ہے۔ اور یہودی ریاست قائم ہو جاتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں مصر و عرب کو امریکہ و روس سے سخت شکایت پیدا ہو گئی۔ اور سچ پوچھو بھی وہ وقت ہے۔ جب عربوں نے اپنے کو بالکل بے سہارا پایا۔

اس کے بعد دوسرا قصہ یہ ہؤا کہ ۱۹۵۱ء میں مصر نے شاہ فاروق کو مصر و سوڈان کا بادشاہ قرار دیا تو برطانیہ و امریکہ نے اس کی مخالفت کی تیسری بار مصر و مغربی ایشیا کو برطانیہ و امریکہ سے یہ صدمہ پہنچا کہ امریکہ۔ برطانیہ اور فرانس نے مڈل ایسٹ کی ایک مشترکہ کمان بنائی اور اس میں مصر کو شرکت کی دعوت دی۔ مگر مصر نے انکار کر دیا۔ مصر کے اس فیصلہ کی عراق سمیت سارے عرب ممالک نے تائید کی۔ لیکن مسٹر اچیسن نے مصر کے اس فیصلہ پر بڑے افسوس کا اظہار کیا۔ اس کے تین ماہ بعد اتحادیوں کے فیصلہ کے مطابق یہ امداد اسی کر دی جائے گی۔ جو مڈل ایسٹ کے دفاع میں برابر حصہ لے گا۔ امریکہ و برطانیہ کے اس اطلاق نے مصر و مشرق وسطیٰ کے جذبہ نفرت کو اور ابھارا۔ اب مصر نے امریکہ کے چار نکاتی پروگرام کو بھی مسترد کر دیا۔ اور امریکہ پر یہ الزام لگایا کہ وہ استعماری ذہنیت کا حامل ہے۔

بغداد پیکٹ

مڈل ایسٹ کمان کے باعث امریکہ نے بغداد پیکٹ کی پوری حمایت کی۔ مگر مصر اور عربوں نے دیکھا کہ اس پیکٹ نے عربوں کو دو حصوں میں بانٹ دیا ہے۔ اور یہ معاہدہ برطانیہ کی شہنشاہیت قائم کرنے میں ممد و معاون ثابت ہو رہا ہے۔ لہذا مصر و عرب کو امریکہ کی طرف سے ایک ٹھیس لگی۔ اگر چہ ۱۹۵۳ء میں صدر آئزن ہاور نے اعلان کیا کہ اب عربوں سے نئی بنیادوں پر دوستی قائم کی جائے گی۔ وہ مصر کی ری پبلکن پارٹی سے کچھ پر امید نظر آنے لگے۔ مگر خود ان کے عہد میں ان کی یہ امید پوری نہ ہونے دی۔ اور اب اگر مصر و عرب میں امریکن وقار کا کوئی محافظ تھا تو وہ صرف امریکن فوج تھی یا امریکن ڈالر تھا۔

روس کی مشرق وسطیٰ کے معاملات میں مداخلت

یہ حالات تھے کہ روس نے مشرق وسطیٰ کی سیاسیات میں حصہ لینا شروع کیا۔ ابھی تک دنیا کے اس خطہ میں روس کا کوئی اثر نہیں تھا ۱۹۵۴ء تک روس بھی مصر و ممالک عربیہ کی پالیسی پر نکتہ چینی کرتا رہا۔ روس کے ماہر سیاسیات مصر نے جنرل نجیب اور کرنل ناصر کو باغی کہا۔ اور سوویٹ اکیڈیمی نے اینگلو مصری معاہدہ کو مفاد مصر و عرب کے خلاف بتایا۔ اخوان المسلمین اور حزب مخالف کی گرفتاری پر سخت تنقید کی۔

لیکن ان حالات نے جس طرح پلٹا کھایا ہے وہ زمانہ کے نادر ناگہانی انقلابات میں سے ایک ہے۔ مصر نے بنڈونگ کانفرنس میں شرکت کی۔ اور پنچ شیلا کی تائید میں آواز اٹھائی بس اتنی سی بات تھی جس نے مصر و مغربی ایشیا کے سیاسیات میں حیرت انگیز انقلاب برپا

دیا۔ ۱۹۵۵ء میں روس کی طرف سے کرنل ناصر اور ان کی پالیسی کی تعریف کی گئی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے یہ تعلق ات اتنے بڑھے کہ ستمبر ۱۹۵۵ء میں روس کے اشارہ پر مصر و زیکوسلواکیہ کے درمیان خرابی اسلحہ جات کا ایک معاہدہ ہوگیا۔ پس اس معاہدہ نے ہوا کا رخ بدل دیا۔ اور اب مصر آنکھیں ملا کر مغربی اقوام سے باتیں کرنے لگا۔

روس کی خارجہ پالیسی

روس کی خارجہ پالیسی کا سمجھنا ذرا دشوار ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی خارجہ پالیسی کیمونسٹوں کی کونٹرن پارٹی کے ہاتھ میں ہے (یہ کیمونزم کی بین الاقوامی تبلیغی و تنظیمی جماعت ہے) یہ پارٹی لینن کے عہد سے چلی آرہی ہے۔ اور اس پارٹی کو روس میں سرکاری حیثیت حاصل ہے۔ روس اس پارٹی کی ہدایت و مشورہ کے مطابق دوسرے ملکوں سے روابط و تعلقات قائم کرتا ہے۔ اور روس کے باہر دوسرے ملکوں کی کیمونسٹ پارٹیاں بھی اسی کی ہدایت کے مطابق اپنا اپنا پروگرام مرتب کرتی ہیں۔ اس پارٹی کی تخریبی ذہنیت کے خلاف مختلف جہات سے اعتراض ہونے کے بعد اب بلگانن اور خروشچیف نے یہ اعلان کیا ہے کہ یہ پارٹی توڑ دی گئی ہے۔ بہر حقیقت کچھ بھی ہو لیکن یہ درست ہے کہ اس پارٹی کی احتیاط کے باعث باوجودیکہ روس نے ۱۹۳۲ء میں عرب حکومت کو سب سے پہلے مانا تھا ۱۹۴۹ء تک ان کے سفارتی تعلقات صرف ایران اور ترکی تک محدود رہے۔ البتہ ۱۹۴۱ء میں روس نے عراق کے راشد علی سے سفارتی تعلق قائم کیا۔ پھر قاہرہ۔ بغداد اور بیروت سے ان سفارتی تعلقات پر مصر کے وزیر اعظم نحاس پاشا نے اظہار مسرت کیا۔ اور دوسرے عرب ممالک بھی خوش ہوئے۔

روس کی اس مداخلت سے مصر و عرب کو یہ فائدہ ہوا کہ اب ان کو دو گاہک مل گئے۔ اور حریفوں کی کشمکش نے ممالک عربیہ کو Bargaining Power دے دیا۔ ابھی تک مغربی اشیا فرانس۔ برطانیہ اور امریکہ کے پنجہ استبداد کے نیچے سسک رہا تھا۔ لیکن روس کی اس مداخلت نے اب ان میں توانائی ڈال دی۔ اور اب وہ یہ سوچنے لگے کہ تیل ہو یا دنایع ان امور میں کس کی دوستی زیادہ مفید ثابت ہوگی پھر بھی مصر و مشرق وسطے کے مدبروں نے یہ فیصلہ کیا کہ دونوں سے تعلقات استوار رکھے جائیں اور دونوں بلاک اقتصادی وفنی امداد سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اور مدبروں کا یہی وہ جذبہ تھا۔ جس نے ایران میں انگریزوں اور بحرین۔ عراق اور سعودی عرب میں امریکہ کے مفاد کی حفاظت کی۔ مگر افسوس کہ برطانیہ و امریکہ نے انہیں نہ پہچانا۔ کارل مارکس نے درست کہا ہے کہ مغربی اقوام نے عرب کو صرف الف لیلیٰ کے دیکھا ہے۔

ان حالات کو پڑھنے کے بعد اگر غور کیا جائے۔ تو پھر ہماری توجہ اس رپورٹ کی طرف جاتی ہے۔ جو صدر روس کے نامزد ممبروں نے ۱۹۳۲ء میں پیش کی۔ مگر افسوس کہ برطانیہ و امریکہ نے اسے نظر انداز کر دیا۔ اور مصر و مشرق وسطے کی سیاسیات بھی ایسی ایسی نادانیاں کیں کہ دنیا کے اس اہم حصہ کی عنان سیاست خود بخود روس کے ہاتھ میں چلی گئی۔ مگر امریکہ نے دوسری جنگ عظیم کے دوران مشرق وسطے کی جو اہمیت سمجھی ہے اس کے پیش نظر مڈل ایسٹ میں روس کی پالیسی اس کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتی ہے۔ اور وہ ہر اس شخص کو مجرم سمجھتا ہے جو روس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہے

چنانچہ جب فرانس و برطانیہ نے مصر پر حملہ کیا تو صدر آئزن ہاور نے اس حملہ کی مذمت کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ اس حملہ کی ذمہ داری مصر پر بھی عائد ہوتی ہے کہ اس نے روس کی طرف دوستی کا ہاتھ کیوں بڑھایا۔ اسی طرح جب روس نے مصر کی مدافعت کے لئے روسی والنٹیروں کی پیشکش کی۔ تو صدر آئزن ہاور نے اس پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا۔ ان الفاظ سے امریکہ کی اس شدید پریشانی و گھبراہٹ کا اظہار ہوتا ہے۔ جو اس کے دل میں روس کی طرف سے پایا جاتا ہے۔ امریکہ کی مثال اس عورت سی ہے۔ جو ہر اسے گھر میں آکر تنہا راج کرنا چاہتی ہے۔ مگر روس بھی قہر الٰہی سے کم نہیں کہ اس کی رات کا سکھ چین لینے کے لئے پوری طاقت و رعنائی کے ساتھ منظر عام پر آگیا ہے۔

درخواست دعا

خاکسار کی حالت ناگفتہ بہ ہے حال ہی میں پانچ سو روپے کی چوری ہوگئی ہے۔ متواتر چار پانچ سال سے اس قسم کا نقصان قریباً ہر سال ہی ہو جاتا ہے۔ احباب جماعت سے نقصان کی تلافی اور حالات کے ساز گار ہو جانے کی عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

خاکسار مسعود احمد گنگی از کلکتہ

مجالس انصار اللہ ہندوستان

کی خدمت میں ایک ضروری گذارش

مندرجہ بالا عنوان سے ایک گشتی چٹھی جملہ مجالس انصار اللہ کی خدمت میں بھجوائی گئی ہے جس میں انصار سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ وہ اپنی ذمہ واریوں کو محسوس کر کے انہیں صحیح رنگ میں ادا فرمائیں۔ اور اپنے عملی نمونہ سے خدام اور اطفال کے لئے مشعل راہ بنیں۔ تبلیغی اور تربیتی پروگرام بنا کران پر نیز یہ کہ جن جماعتوں میں ابھی تک مجلس انصار اللہ کا قیام نہیں ہے۔ وہاں قیام عمل لایا جائے اور انتخابات کروا کر منظوری کے لئے مرکز میں بھجوائے جائیں۔ یا منظوری دی جا سکے۔ نیز جملہ مجالس اپنی کارروائی کی رپورٹیں ماہوار مرکز میں ارسال فرمائیں۔ جن کی اشاعت کا انتظام بھی کیا جائے گا۔

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی اللہ تعالیٰ نے انصار کے لئے جو نیا عہد تجویز فرمایا ہے وہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ اور مجالس سے درخواست ہے کہ وہ اپنی ہر میٹنگ کے شروع ہونے سے قبل اور ختم ہونے کے وقت اس عہد کو دہرایا کریں اور اسے تمام اراکین زبانی یاد کرنے کی کوشش فرمائیں۔

" اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار رہوں گا نیز میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔"

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

اعلان منسوخی وصایا

(۱) مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز نے اپنے فیصلہ ۲۵/۱۱/۵۶ میں ان کی درخواست کے مطابق منسوخ کر دی ہیں۔ اب ان سے چندہ عام لیا جائے گا۔

نمبر ۱ عبد القادر صاحب صدیقی حیدر آباد دکن ۳۱۵۰
نمبر ۲ محمود خان صاحب کیرنگ ۷۹۹۴
نمبر ۳ عبد القادر صاحب سکندر آباد دکن ۱۰۲۷۴
نمبر ۴ سلیمان خان صاحب کیرنگ ۷۹۴۷

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

(۲) مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز نے اپنے فیصلہ ۹۹ / ۲۵/۱۱/۵۶ منسوخ کر دی ہیں۔ اب قواعد وصیت کی رو سے ان سے کسی قسم کا چندہ نہیں لیا جائے گا۔

نوٹ:۔ ایسے بقایا داران جو چھ ماہ سے زائد کے بقایا دار ہیں۔ وہ بھی بقایا کی ادائیگی کی طرف توجہ فرمادیں ان کا معاملہ بھی مجلس میں زیر کارروائی ہے۔

نمبر ۱ محمد اسلم صاحب ملی پور کھیراہ ۱۳۰۰۱
نمبر ۲ عبد الرزاق صاحب سکندر آباد ۱۲۴۷۸
نمبر ۳ محمد اسرائیل صاحب کیرنگ ۷۶۵۰
نمبر ۴ غلام احمد صاحب ٹھوکر کوزیل کشمیر ۷۶۵۱
نمبر ۵ کالے خان صاحب کیرنگ ۷۹۹۱
نمبر ۶ سید بشیر الرحمٰن صاحب کلکتہ ۸۲۷۷
نمبر ۷ دل محمد صاحب سنگھوٹ کشمیر ۹۹۱۲
نمبر ۸ عبد اللطیف صاحب منڈو دارڑہ کشمیر ۸۱۵۵

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصـــــــــایا

نوٹ:۔ وصیتیں اسس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کوئی غلطی ہو تو دفتر ہذا کو اطلاع کر دی جائے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ

نمبر ۱۳۱۷۶ منکہ مصاحب خان ولد قیمت مل خان صاحب قوم پٹھان پیشہ کاشتکاری عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۶ء ساکن نرگاؤں۔ ڈاکخانہ تلسی پور ضلع کٹک صوبہ اُڑیسہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں بحالت تندرستی میری غیر منقولہ جائداد رہائشی مکان اور آٹھ گنٹھہ زمین جس کی قیمت /۱۲۰۰ روپے ہے۔ اس میں سے ۱/۱۰ وصیت کرتا ہوں۔ اور آئندہ اگر کوئی جائداد پیدا کروں تو اس میں سے بھی ۱/۱۰ کا مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ یہ وصیت شدہ رقم کو اپنی زندگی میں ادا کرنے کی کوشش کروں گا۔ اگر نہ کر سکا تو میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ میری ورثہ سے وصول کریگی۔ نیز میرے مرنے پر جو ترکہ ثابت ہو اُس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔ العبد مصاحب خان ۱۷۔ گواہ شد محسن خان دیہاتی مبلغ ملقہ کیرنگ ضلع پوری اُڑیسہ۔ گواہ شد انیس الرحمٰن خان ملقہ کیرنگ ضلع پوری اُڑیسہ۔

نمبر ۱۳۱۷۵ منکہ حوا بی بی زوجہ مصاحب خان قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۱۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن نرگاؤں ڈاکخانہ تلسی پور ضلع کٹک صوبہ اُڑیسہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میں بحالت تندرستی میری غیر منقولہ جائداد زرعی زمین ۲½ ایکڑ جس کی اندازاً قیمت /۱۰۰۰ روپے ہے۔ اور منقولہ جائداد مہر /۴۰۰ روپے ہے جس کے عوض میں میرے خاوند متذکرہ زرعی زمین میرے نام پر رجسٹری کر دیئے ہیں۔ زیور سونا ۳½ تولہ جس کی قیمت /۲۸۰ روپے ہے۔ چاندی ۲۶ تولہ جس کی قیمت /۸/۱۰۸ روپے ہے۔ اس میں سے میں ۱/۱۰ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور آئندہ جب کوئی جائداد پیدا کروں تو اس میں سے ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ وصیت شدہ رقم میں اپنی زندگی میں ادا کرنے کی کوشش کروں گی۔ اگر نہ کر سکی تو میری وفات کے بعد میرے ورثہ سے صدر انجمن احمدیہ وصول کرے گی۔ العبد حوا بی بی ۱۷۔ گواہ شد محسن خان دیہاتی مبلغ ملقہ کیرنگ ضلع پوری اُڑیسہ۔ گواہ شد مصاحب خان ساکن نرگاؤں ضلع کٹک اُڑیسہ۔

نمبر ۱۳۵۵۷ منکہ ساجدہ بیگم زوجہ راجہ مظفر خان صاحب قوم راجہ پیشہ خانہ داری عمر پچاس سال تاریخ بیعت ۲۶/۶ ساکن سندباری ڈاکخانہ دال دیولگام ضلع اسلام آباد صوبہ کشمیر۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ نقد ایک ہزار روپیہ۔ دو درخت اخروٹ جو خاوند کی طرف سے مجھے ملے ہیں۔ مہر میں خاوند کو معاف کر چکی ہوں اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں۔ اگر میرے مرنے کے بعد میری جائداد منقولہ یا غیر منقولہ اس کے علاوہ ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر آئندہ کوئی جائداد میرے قبضہ میں آئے۔ تو اُس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نشان انگوٹھا ساجدہ بیگم۔ گواہ شد مظفر خان احمدی سندباری ڈاکخانہ دال دیولگام ضلع اسلام آباد کشمیر گواہ شد عبد اللطیف مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ سندباری ریاست کشمیر۔

نمبر ۱۳۱۶۸ منکہ حلیمہ بیگم زوجہ میر غلام رسول صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بالڈی پورہ ڈاکخانہ یاڑی پورہ ضلع اسلام آباد صوبہ کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ راقمہ نے پہلے وصیت کا فارم پُر کر کے اکتوبر ۱۹۴۷ء میں دیا تھا۔ اعلان وصیت اور شرط اول مبلغ پانچ روپے آٹھ آنے ادا بھی کر دیئے تھے۔ مگر معلوم نہیں راقمہ کی وصیت کا اعلان کیوں نہیں ہوا۔ اس لئے پھر دوبارہ حسب ذیل وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ راقمہ کے پاس زیورات مبلغ ڈیڑھ صد روپیہ کے ہیں۔ اور حق مہر مبلغ اڑھائی صد روپیہ بذمہ شوہر موجود ہیں۔ اُس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق کل چار سو روپیہ بنتا ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کا دسواں حصہ راقمہ اپنی زندگی میں ادا کرنیکی کوشش کرے گی۔ اس رقم میں سے راقمہ سالانہ مبلغ ایک روپیہ آٹھ آنہ ادا کرتی رہے گی۔ اگر مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ بھی کوئی جائداد پیدا ہو۔ تو اُس کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہوگی۔ العبد حلیمہ بیگم بقلم خود زوجہ میر غلام رسول موصی ساکن یاڑی پورہ تحصیل کولگام ضلع اسلام آباد کشمیر۔ گواہ شد میر غلام رسول شوہر موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد حکیم میر غلام محمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کشمیر یاڑی پورہ ۲/۱۰/۵۴۔

نمبر ۱۳۱۸۸ منکہ طاہرہ سلطانہ زوجہ چوہدری سعید احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر قریباً ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۵/۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد کی تفصیل یہ ہے۔ میرا زیور ہار ایک تولہ۔ بندے ایک تولہ۔ انگوٹھی ½ تولہ کل اڑھائی تولہ ہے جس کی قیمت /۵/۲۲۲ روپے ہے۔ میرا حق مہر مبلغ چار ہزار روپیہ ہے۔ جو بذمہ خاوند ہے۔ اس کے علاوہ میرے پاس کوئی پیسہ جمع نہیں ہے۔ اور نہ کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ہے میں اسکے ۱/۱۰ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی آمد نہیں۔ اگر اسکے بعد میں نے کوئی جائداد پیدا کی تو اس کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ کو دیتی رہوں گی۔ اور میری وفات پر بھی جائداد مندرجہ بالا کے علاوہ میری ثابت ہو۔ تو اُس کی ۱/۱۰ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ مذکور ہوگی۔ اللہ تعالےٰ مجھے اس پر کاربند رہنے کی توفیق دے۔ العبد طاہرہ سلطانہ بقلم خود۔ گواہ شد سعید احمد الدچوہدری فیضی احمدی کی قادیان خاوند موصیہ گواہ شد عبد القدیر سیکرٹری وصایا قادیان ۵۵/۹/۱۹

نمبر ۱۳۱۸۹ منکہ امتہ العزیز بیگم زوجہ حسن محمد صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چنتہ کنٹہ ڈاکخانہ خاص ضلع محبوب نگر صوبہ حیدرآباد دکن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۵/۶/۲۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرا حق مہر نقدی /۲۰۰ ہے۔ جس کی ۱/۱۰ کی وصیت کرتی ہوں اور کل طلائی زیور ½ ۱۹ حسب ذیل ہے۔ کڑے دس تولہ۔ چمپا کلی ½ ۴ تولہ۔ چھلا ۲ تولہ۔ بالیاں ۱ تولہ کل طلائی زیور ½ ۱۹ تولہ جس کی قیمت /۱۸۳۳ روپے بنتی ہے۔ میں اُس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ چاندی کی چین ۲۰ تولہ جس کی کل قیمت /۱۲/۳۲ روپے بنتی ہے۔ اسکے ۱/۱۰ کی بھی وصیت کرتی ہوں۔ مندرجہ بالا جائداد کے سوا میری اور کوئی جائداد نہیں اور نہ کوئی آمد ہے آئندہ اگر میں کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد ہو تو مندرجہ بالا وصیت اسپر بھی لاگو ہوگی۔ اور میری وفات پر اگر کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد امتہ العزیز بیگم حسن محمد صاحب گواہ شد محمد اعظم گواہ شد بشیر احمد خادم مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد۔ گواہ شد حسن محمد سیکرٹری مال چنتہ کنٹہ۔ گواہ شد عبد الرحیم ملکانہ انسپکٹر بیت المال حیدرآباد دکن ۵۵/۶/۲۸

نمبر ۱۳۱۲۱ منکہ ابو بکر ولد حاجی عبد اللہ قوم زمیندار پیشہ تعلیم عمر چوبیس تاریخ بیعت ۵۱ ساکن برداگرہ ڈاکخانہ برداگرہ ضلع مالابار صوبہ مدراس بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۴/۱۱/۲۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے پاس اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ صرف صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے مجھے برائے خرچ ماہوار مبلغ پندرہ روپیہ ملتے ہیں۔ میں اس آمد کی ۱/۱۰ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع کر دوں گا۔ اگر میری وفات پر بھی کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد ابو بکر ۵۴/۱۱/۲۱۔ گواہ شد محمد احمد نسیم ولد حسن کٹی صاحب مالاباری حال درویش قادیان ۵۴/۱۱/۲۲ گواہ شد فخر الدین ولد ماسن کٹی صاحب مالاباری حال درویش قادیان ۵۴/۱۱/۲۲۔

نمبر ۱۳۱۶۱ منکہ ناصر احمد ولد مکرم محمد سلیمان صاحب قوم صدیقی پیشہ ملازمت عمر ۲۱ برس تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن سعد کوٹرا ڈاکخانہ اجگر کو ضلع مشید پور بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم نومبر ۱۹۵۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے کیونکہ میرے والد صاحب بفضلہ تعالےٰ زندہ ہیں۔ میں آئندہ جو جائداد پیدا کروں گا یا میری وفات پر میری جو جائداد ثابت ہو میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میں جو رقم بصورت جائداد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کروں۔ وہ رقم حساب کرتے وقت میرے حصہ جائداد میں مجرا کی جائیگی۔ میری ماہوار اس وقت /۷۵ روپے ہے۔ میں اپنی ہر قسم کی ماہوار آمد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد ناصر احمد ۵۳/۱۱/۱ گواہ شد قریشی عطاء الرحمٰن مفتی ہمہ دار المسیح قادیان دار الامان۔ گواہ شد (دستخط) محمود احمد پشاوری درویش محرر نظارت امور عامہ قادیان ۵۴/۱۱/۱

نمبر ۱۳۱۹ منکہ سید ضیاء الرحمٰن ولد سید داؤد علی صاحب قوم سید پیشہ زراعت عمر ۴ سال تاریخ بیعت ۱۰ دسمبر ۱۹۵۲ء ساکن ارکیرہ ڈاکخانہ ارکیرہ تعلقہ دیودرگ ضلع رائچور صوبہ دکن۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ مئی ۱۹۵۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد بصورت غیر منقولہ اراضیات سروے نمبرات ۱۶۷ خشکی موازی ۲۹ ایکڑ ۱۹ گنٹہ رقمی ۲۱ روپیہ صحرائے ارکیرہ موسومہ زمین مبتوں ہو لہ (۲) ۱۶۷ تری موازی ۳ گنٹہ رقمی ۴ روپیہ ایضاً (۳) ۱۶۷ تری موازی ایک ایکڑ ۳ گنٹہ رقمی ۹ روپیہ آٹھ آنہ ایضاً (۴) ۱۶۷ تری موازی ایک ایکڑ ۲ گنٹہ رقمی چھ روپیہ ایضاً مذکورہ بالا نمبرات میں زد بادلیات میں مجملہ غیر منقولہ اراضیات کی مالیت تقریباً ۴ ہزار یعنی چار ہزار روپیہ سکہ ہند ہے جو میری ملکیت ہے اسکے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائداد یا رقم صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو اس رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد ۔۔۔ پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اُس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد ترکت صرف ۔۔۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور سالکی پیداوار پیہ ہی میرا گذارہ ہے اور کسی قسم کی میری ماہوار آمد نہیں ہے پیداوار ۔۔۔

قادیان میں پنجاب کے دو وزراء کی تشریف آوری

محترم امیر صاحب مقامی کی طرف سے مبارکبادی اور نیک خواہشات کا اظہار

قادیان ۱۰ر دسمبر ۱۹۵۷ء۔ جناب سردار گوربچن سنگھ صاحب باجوہ وزیر تعلیم اور جناب پربودھ چندر صاحب وزیر آبادکاری پنجاب کی نئی وزارت میں لئے جانے کے بعد کل پہلی مرتبہ قادیان تشریف لائے۔ اس موقعہ پر قادیان کے معززین کی طرف سے ان کے اعزاز میں ٹی پارٹی دی گئی۔ جس میں علاقہ کے بہت سے سرکاری افسران اور معززین شہر بھی مدعو تھے ان میں سے جناب ڈی ایس پی بٹالہ۔ جناب ڈی ایم صاحب بٹالہ۔ جناب سردار تیجا سنگھ صاحب ممبر پارلیمنٹ۔ جناب چوہدری سندر سنگھ صاحب سابق وزیر۔ جناب جمعدار دریام سنگھ صاحب سابق ایم۔ ایل۔ اے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ہر دو معزز وزیروں کی تشریف آوری پر پر جوش استقبال کیا گیا۔ اور پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ اس موقعہ پر ان کی خدمت میں مختلف افراد کی طرف سے خوش آمدید اور مبارکباد کے ایڈریس پیش کئے گئے۔ سردار پریتم سنگھ صاحب بھاٹیہ نے قادیان اور اس کے گرد و نواح علاقہ کی بعض ضروریات کے مطالبات بھی وزراء صاحبان کی خدمت میں رکھے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے مکرم مولوی عبدالرحمان صاحب فاضل نے بھی معزز وزراء کو ان کی قادیان تشریف آوری پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے اُن سے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے سلسلہ میں نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

آخر میں شری پربودھ چندر صاحب اور محترم باجوہ صاحب نے پبلک کی طرف سے سواگت کا شکریہ ادا کیا۔ اور یقین دلایا۔ کہ وہ ہمیشہ علاقہ کی نمائندگی کرتے ہوئے پبلک کی ہر قسم کی جائز تکالیف کے ازالہ کی متواتر کوشش کرتے رہیں گے۔ جناب سردار گوربچن سنگھ صاحب باجوہ وزیر تعلیم نے مطالبات کا تفصیلی جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ قادیان کے نواحی علاقہ کے پانی کے نکاس کے لئے ٹرنک سے ہر نوں کا نالہ کھدوایا جا رہا ہے۔ جس سے بہ زائد پانی ہسیل کے پل سے ہوتا ہوا نکل جائے گا۔ نیز فرمایا۔ کہ قادیان میں شفا خانہ جیسا عمارت کھولنے کے لئے حکومت تیار ہے۔ عمارت کا انتظام شہر کی پبلک کو کرنا ہوگا۔ عمارت ملتے ہی شفا خانہ کھلوا دیا جائے گا۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ جن لوگوں کی زمینوں، اور فصلوں کو سیلاب میں نقصان پہنچا ہے۔ حکومت کی طرف سے ان کا مالیانہ معاف کرنے کی ہدایات پہلے ہی جاری ہو چکی ہیں۔ اور ان پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔

لنڈن ۵ر دسمبر۔ برطانیہ کے وزیر خزانہ نے اعلان کیا کہ گزشتہ ماہ کے اندر لن سٹرلنگ علاقہ کے سونے اور ڈالر کے ذخائر میں ۱۹ کروڑ ۹۰ لاکھ ڈالر کی کمی ہو گئی ہے۔

واشنگٹن ۵ر دسمبر۔ امریکی حکام نے بتایا ہے کہ حکومت امریکہ امریکن کانگرس (پارلیمنٹ) سے درخواست کرے گی کہ بغداد فوجی معاہدہ کے ممبر ممالک پاکستان۔ ایران۔ عراق اور ترکی کو آئندہ سال [illegible] زیادہ فوجی امداد دی جائے۔ یونائیٹڈ پریس آف امریکہ نے اطلاع دی ہے کہ حکومت امریکہ پاکستان ایران۔ عراق اور ترکی کی دفاعی صلاحیت کو مزید بہتر بنانے کے لئے یہ اقدام کر رہی ہے اور امریکہ کا خیال ہے کہ ان ممالک کو آئندہ سال [illegible] کروڑ ڈالر کی فوجی امداد دی جائے گی۔

لاہور ۸ر دسمبر آج صبح ہندوستانی وقت کے مطابق دس بجے شدید نوعیت کا زلزلہ آیا۔ زلزلہ کے جھٹکے پانچ سیکنڈ تک جاری رہے۔